﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ
الفضل
انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد 16 | جمعۃ المبارک 10/اپریل 2009ء — 15/ربیع الثانی 1430 ہجری قمری ❁ 10/شہادت 1388 ہجری شمسی | شمارہ 15

جمعہ کے روز خطبہ سے پہلے مسجد میں آنے والوں کی فضیلت

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:
جمعہ کے دن اللہ کے گھر کے ہر دروازے پر فرشتے ہوتے ہیں۔ وہ خدا کے گھر میں پہلے آنے والوں کو پہلے لکھتے ہیں اور آنے والوں کی فہرست ترتیب وار تیار کرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب امام خطبہ شروع کرتا ہے تو وہ اپنا رجسٹر بند کر دیتے ہیں اور ذکر الٰہی سنتے ہیں۔

(صحیح بخاری ۔کتاب الجمعہ باب الاستماع۔ حدیث نمبر 877)

ارشادات عالیہ
سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

یاد رکھو قرآن شریف حقیقی برکات کا سرچشمہ اور نجات کا سچا ذریعہ ہے۔

قرآن کو چھوڑ کر کامیابی ایک ناممکن اور محال امر ہے۔

قرآن شریف کے انوار و برکات اور اس کی تاثیرات ہمیشہ زندہ اور تازہ بتازہ ہیں چنانچہ مَیں اس وقت اسی ثبوت کے لئے بھیجا گیا ہوں۔

’’یاد رکھو قرآن شریف حقیقی برکات کا سرچشمہ اور نجات کا سچا ذریعہ ہے۔ یہ ان لوگوں کی اپنی غلطی ہے جو قرآن شریف پر عمل نہیں کرتے۔ عمل نہ کرنے والوں میں سے ایک گروہ تو وہ ہے جس کو اس پر اعتقاد ہی نہیں اور وہ اس کو خدا تعالیٰ کا کلام ہی نہیں سمجھتے۔ یہ لوگ تو بہت دور پڑے ہوئے ہیں۔ لیکن وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور نجات کا شفا بخش نسخہ ہے، اگر وہ اس پر عمل نہ کریں تو کس قدر تعجب اور افسوس کی بات ہے۔ ان میں سے بہت سے تو ایسے ہیں جنہوں نے ساری عمر میں کبھی اسے پڑھا ہی نہیں۔ پس ایسے آدمی جو خدا تعالیٰ کے کلام سے ایسے غافل اور لاپرواہیں ان کی ایسی مثال ہے کہ ایک شخص کو معلوم ہے کہ فلاں چشمہ نہایت ہی مصفّٰی اور شیریں اور خنک ہے اور اس کا پانی بہت سی امراض کے واسطے اکسیر اور شفا ہے۔ یہ علم اس کو یقینی ہے لیکن باوجود اس علم کے اور باوجود پیاسا ہونے اور بہت سی امراض میں مبتلا ہونے کے وہ اس کے پاس نہیں جاتا تو یہ اس کی کیسی بدقسمتی اور جہالت ہے۔ اسے تو چاہئے تھا کہ وہ اس چشمہ پر منہ رکھ دیتا اور سیراب ہو کر اس کے لطف اور شفا بخش پانی سے حظ اٹھاتا۔ مگر باوجود علم کے اس سے ویسا ہی دور ہے جیسا کہ ایک بے خبر۔ اور اس وقت تک اس سے دور رہتا ہے جو موت آ کر خاتمہ کر دیتی ہے۔ اس شخص کی حالت بہت ہی عبرت بخش اور نصیحت خیز ہے۔ مسلمانوں کی حالت اس وقت ایسی ہی ہو رہی ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ ساری ترقیوں اور کامیابیوں کی کلید یہی قرآن شریف ہے جس پر ہم کو عمل کرنا چاہئے۔ مگر نہیں، اس کی پروا بھی نہیں کی جاتی۔ ایک شخص جو نہایت ہمدردی اور خیر خواہی کے ساتھ اور پھر نری ہمدردی ہی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے حکم اور ایماء سے اس طرف بلاوے تو اسے کذّاب اور دجّال کہا جاتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا قابل رحم حالت اس قوم کی ہوگی۔ مسلمانوں کو چاہئے تھا اور اب بھی ان کے لئے یہی ضروری ہے کہ وہ اس چشمہ کو عظیم الشان نعمت سمجھیں اور اس کی قدر کریں۔ اس کی قدر یہی ہے کہ اس پر عمل کریں۔ اور پھر دیکھیں کہ خدا تعالیٰ کس طرح ان کی مصیبتوں اور مشکلات کو دور کر دیتا ہے۔ کاش مسلمان سمجھیں اور سوچیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ایک نیک راہ پیدا کر دی ہے اور وہ اس پر چل کر فائدہ اٹھائیں‘‘۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ140.141۔جدید ایڈیشن)

’’قرآن کو چھوڑ کر کامیابی ایک ناممکن اور محال امر ہے۔ اور ایسی کامیابی ایک خیالی امر ہے جس کی تلاش میں یہ لوگ لگے ہوئے ہیں۔ صحابہ کے نمونوں کو اپنے سامنے رکھو۔ دیکھو انہوں نے جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی اور دین کو دنیا پر مقدم کیا تو وہ سب وعدے جو اللہ تعالیٰ نے ان سے کئے تھے پورے ہو گئے۔ ابتدا میں مخالف ہنسی کرتے تھے کہ باہر آزادی سے نکل نہیں سکتے اور بادشاہی کے دعوے کرتے ہیں۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں گم ہو کر وہ پایا جو صدیوں سے ان کے حصے میں نہ آیا تھا۔ وہ قرآن کریم اور رسول اللہ ﷺ سے محبت کرتے اور ان ہی کی اطاعت اور پیروی میں دن رات کوشاں تھے۔ ان لوگوں کی پیروی کسی رسم و رواج تک میں بھی نہ کرتے تھے جن کو کفار کہتے تھے۔ جب تک اسلام اس حالت میں رہا وہ زمانہ اقبال اور عروج کا رہا‘‘۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 409-410 ۔جدید ایڈیشن)

’’قرآن شریف کے انوار و برکات اور اس کی تاثیرات ہمیشہ زندہ اور تازہ بتازہ ہیں چنانچہ مَیں اس وقت اسی ثبوت کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے اپنے وقت پر اپنے بندوں کو اس کی حمایت اور تائید کے لئے بھیجتا رہا ہے۔ کیونکہ اس نے وعدہ فرمایا تھا کہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر:10) یعنی بے شک ہم نے ہی اس ذکر (قرآن شریف) کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ ......قرآن شریف کی حفاظت کا یہ بڑا زبردست ذریعہ ہے کہ اس کی تاثیرات کا ہمیشہ تازہ بتازہ ثبوت ملتا رہتا ہے‘‘۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 450۔جدید ایڈیشن)

2008ء میں پاکستان کے نامور اردو اخبارات میں جماعت احمدیہ کی مخالفت میں شائع ہونے والی خبروں کے حوالے سے ایک رپورٹ

(مرتبہ: پریس سیکشن نظارت امور عامہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ)

(دوسری قسط)

2008ء میں پاکستان کے اردو اخبارات میں جماعت احمدیہ کے خلاف شائع ہونے والی خبروں کا موضوعاتی اعتبار سے جائزہ

احمدیوں کے خلاف تعصب پر مبنی بیانات کی اشاعت

جس کے نتیجہ میں شر پسندوں کی احمدیوں کے خلاف کارروائیاں

پاکستان کے اخبارات میں جماعت احمدیہ کے خلاف بیانات دینا، جلی سرخیوں میں شائع کرنا معمول کی بات ہے۔ مخالفین اشتعال انگیز بیانات دیتے ہیں اور اخبارات ان کو بغیر سوچے سمجھے اور بغیر تحقیق شائع کر دیتے ہیں۔ ان نفرت انگیز بیانات کی وجہ سے احمدیوں کو اس کی بھاری قیمت چکانی پڑتی ہے۔ مولوی حضرات کے اکسانے پر ان بیانات کی وجہ سے کم فہم لوگ مشتعل ہو کر احمدیوں کو جانی و مالی نقصان پہنچاتے ہیں۔ مثال کے طور پر چند خبریں ملاحظہ ہوں۔

✵...... جنگ 27/مئی 2008ء: قادیانی ملک، قوم اور اسلام کے غدار ہیں۔ (ساجد میر)

✵...... ایکسپریس 2/جون 2008ء: قادیانی اسلام اور پاکستان کے دشمن ہیں۔ (شاداب رضا، مفتی محمد صدیق)

✵...... ایکسپریس 29/مئی 2008ء: قادیانی ملک وملت کے غدار ہیں انہیں اقلیت بن کر رہنا ہوگا۔
(مولانا مسعود)

✵...... پاکستان 9/ستمبر 2008ء: قادیانیت کے خاتمے تک جدوجہد جاری رہے گی۔
(عالمی ختم نبوت کانفرنس)

الیکٹرانک میڈیا کا جماعت احمدیہ کے خلاف پراپیگنڈہ۔ احمدیوں کو واجب القتل قرار دینے کے فتوے

جیو ٹی وی پر نشر ہونے والے پروگرام 'عالم آن لائن' بتاریخ 7/ستمبر 2008ء میں ڈاکٹر عامر لیاقت حسین اور اس کے شرکاء محفل نے جماعت احمدیہ عالمگیر کے خلاف نہایت توہین آمیز زبان استعمال کی اور بانی سلسلہ احمدیہ کا ذکر کرتے ہوئے شرافت اور حیا کے تمام ضابطوں اور معاشرتی اخلاق کو بالائے طاق رکھتے ہوئے گھٹیا طریق پر گفتگو کی۔ علاوہ ازیں بانی سلسلہ احمدیہ کے دعویٰ پر ان کے قتل کے فتوے دیتے رہے اور کھلے عام پیمرا کے قواعد وضوابط کی دھجیاں اڑائی گئیں اور حکومت پاکستان کی انتہا پسندی کے خلاف جاری تمام تر کوششوں کو بھی شدید نقصان پہنچایا گیا۔

یہ نہایت شرانگیز، نفرت اور تشدد کی تعلیم اور ترغیب پر مبنی پروگرام پاکستان اور دوسرے ممالک میں موجود نہ صرف احمدی فرقہ کی دلآزاری کا سبب بنا بلکہ ہر سنجیدہ اور محبّ وطن پاکستانی کے لئے تشویش کا باعث ہے۔

عامر لیاقت حسین کے اس سے ملتے جلتے شرانگیز کالم بھی اخبارات میں شائع ہوتے رہے۔ جس میں جماعت احمدیہ کے خلاف شرانگیزی کی گئی۔ ان میں سے ایک کالم جو روزنامہ جنگ 12/ستمبر 2008ء بعنوان ''ہم اہل صفا مردود حرم'' میں شائع ہوا کی جھلک پیش ہے:

''اس وابستگی اور غیرت ایمان کا استنباط ناموس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہے گا تب تک ہم بھی زندہ رہیں گے۔ اگر یہ رشتہ کٹ گیا، کمزور پڑ گیا، دراڑ آ گئی، متزلزل ہو گیا تو سمجھ لیجئے کہ ایمان کمزور ہو گیا۔ یقین لرز گیا۔ عقیدے کا پودا جل گیا اور ہم زندوں سے بدتر ہو گئے۔......جنہیں پاکستان کا آئین غیر مسلم قرار دے میں انہیں اسلام کا ایک فرقہ کیسے کہوں؟ جن کے کفر پر امت مسلمہ کا اجماع ہو میں ان کی مدح سرائی کے لئے اجتماع کیسے منعقد کروں؟ جو یہودیوں کی گود میں بیٹھ کر عقیدہ ختم نبوت کے سینے کو گود رہے ہوں انہیں کوئی اور گود لینا چاہے تو شوق سے لے کم از کم اسلام ان ''ناجائزوں'' کو اپنا نام دینے کے لئے تیار نہیں۔ یہ غیر مسلم بن کر رہیں، سر آنکھوں پر، ان کے حق کے لئے میں اپنی جان بھی قربان کر دوں گا مگر اپنے آقا کے حق میں خیانت کرنے والوں کو مسلمان کہوں اور ان کی نبوت پر ڈاکہ مارنے والے ڈاکوؤں کا تعاقب نہ کروں۔ اب اتنا بھی روشن خیال نہیں۔ صحیح فرمایا کہ میں بِک گیا ہوں، ہاں بِک گیا ہوں بازار عشق میں بے دام اور میرا خریدار کوئی اور نہیں۔ وہی ہیں جن کے نواسوں نے حق سے جنت خرید رکھی ہے''۔

مولوی حضرات کے ان شرانگیز بیانات اور الیکٹرانک میڈیا کے منفی پروپیگنڈا کی وجہ سے چھ احمدیوں کو دوران سال محض مذہب کی بنا پر شہید کیا گیا۔ مگر ان مولویوں کے شرانگیز بیانات اخباروں میں اب بھی شائع ہو رہے ہیں ان کو روکنے ٹوکنے والا کوئی نہیں!!!

جماعت احمدیہ کے افراد کی پاکستان میں تعمیری کردار کی مختصر جھلک

جماعت احمدیہ پر مولویوں اور دوسرے لوگوں کی طرف سے اتنا زیادہ کیچڑ اچھالنے کے باوجود بھی احمدی افراد پاکستان کی تعمیر وترقی کے کاموں میں پیش پیش ہیں۔ جن میں واضح خدمت کرنے والوں میں سر چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب (سابق وزیر خارجہ)، ڈاکٹر عبدالسلام صاحب (واحد پاکستانی نوبل انعام یافتہ) قابل ذکر ہیں۔ جن کا اعتراف غیر ممالک کے علاوہ پاکستان میں بھی کیا جاتا ہے مثال کے طور پر ملاحظہ ہو انگریزی روزنامہ Dawn 6/اکتوبر 2008ء میں شائع شدہ Ahmed Faruqui کا مضمون "The Genius of Jhang"۔

جبکہ ان مولویوں کی شرانگیزیوں کی وجہ سے پاکستان میں ہی ان پر مختلف شہروں میں آنے جانے پر حکومت کی طرف سے پابندی لگائی جاتی ہے جو مولویوں کے کردار کو واضح کرتی ہے۔ مثال کے طور پر ملاحظہ ہو اخبار ''خبریں'' 10/جنوری 2008ء جس میں یہ خبر شائع ہوئی:

''43 علماء وذاکرین کے ضلع سرگودھا، 45 کے جھنگ میں داخلے پر پابندی''۔

خلافت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی کے حوالے سے مولویوں کی شرانگیز بیان بازیاں

ربوہ، جہاں کی آبادی کا 95 فیصد جماعت احمدیہ کے پُرامن افراد پر مشتمل ہے کو کسی قسم کے مذہبی اجتماع کرنے کی اجازت نہیں۔ اس کے برعکس چند شر پسند مولوی کرائے کے لوگوں کو ربوہ میں بلا کر احمدیوں کے خلاف بلا روک ٹوک بلکہ انتظامیہ کے زیر سایہ کانفرنسیں، اجتماعات اور جلسے جلوس کا انعقاد کرتے ہیں جس میں جماعت احمدیہ کے خلاف انتہائی غلیظ اور شرانگیز زبان استعمال کی جاتی ہے جسے پرنٹ میڈیا میں بھرپور کوریج دی جاتی ہے۔ دوران سال جماعت احمدیہ کی خلافت کے سو سال پورے ہو رہے تھے جس کی خوشی جماعت پُرامن طریق پر منانا چاہتی تھی لیکن مولویوں کی بیان بازیوں اور دباؤ کی وجہ سے بنیادی انسانی حقوق کی پامالی کرتے ہوئے اس پُرامن جشن کے انعقاد میں رکاوٹیں کھڑی کی گئیں۔

چند اخبارات کی خبروں کی شہ سرخیاں ملاحظہ ہوں:

✵......نوائے وقت 13/مارچ 2008ء: قادیانی جشن صد سالہ خلافت کے نام پر دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔

✵......نوائے وقت 21/مئی 2008ء: حکومت 26/مئی کو چناب نگر میں غلام احمد قادیانی کی صد سالہ برسی منانے پر پابندی کا اعلان کرے۔ (مولوی فقیر محمد)

✵......نوائے وقت 24/مئی 2008ء: قادیانیت کے صد سالہ جشن کی تقریبات ملکی امن تباہ کرنے کی سازش ہے۔ (علماء)

✵...... جنگ 22/مئی 2008ء: جشن کی تیاریاں غیر قانونی کام نہیں کرنے دیں گے۔ (پولیس)

✵......ایکسپریس 27/مئی 2008ء: چنیوٹ: قادیانیوں کی صد سالہ تقریبات پر پابندی عائد کر دی گئی۔

توہین آمیز خاکے۔ بے بنیاد الزام ایک دفعہ پھر احمدیوں پر!!!

ڈنمارک اور بعض دوسرے ممالک میں آنحضرت ﷺ کے متعلق گستاخانہ خاکوں کی اشاعت سے تہذیبوں کے ٹکراؤ کی جو صورتحال پیدا ہوئی اور جس طرح مسلمانوں کے جذبات کے ساتھ کھیلا گیا اس پر حضرت امام جماعت احمدیہ ہی تھے جنہوں نے سب سے پہلے صدائے احتجاج بلند کرتے ہوئے یورپ کو اس ظلم عظیم سے باز رہنے کی طرف توجہ دلائی۔ لیکن نفرت وتعصب کی انتہا دیکھئے کہ مولویوں اور شر پھیلانے والوں نے ہمیشہ کی طرح اس موقع پر بھی توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کا گھٹیا الزام حسب معمول جماعت احمدیہ کے سر تھوپ دیا اور جماعت احمدیہ کے خلاف منفی پراپیگنڈا کیا گیا۔ نفرت آمیز بیانات ملکی اخبارات میں شائع ہوتے رہے۔ جماعت احمدیہ نے متعدد باران بے بنیاد، شرانگیز بیانات اور الزامات کی تردید کی اور اپنا مؤقف اخبارات کو بھجوایا لیکن وہی تعصب جو ہمیشہ سے جماعت احمدیہ کے خلاف روا رکھا جاتا ہے اس کی بنا پر ان بیانات کو اخبارات میں شائع نہیں کیا گیا بلکہ جماعت کے خلاف جھوٹا پراپیگنڈا کیا جاتا رہا۔ چند خبریں ملاحظہ ہوں۔

✵......روزنامہ 'پاکستان' 21/مارچ 2008ء:
توہین آمیز خاکوں کی اشاعت میں قادیانی لابی ملوث ہے۔ (مولانا الیاس چنیوٹی)۔

✵......روزنامہ نوائے وقت لاہور 16/مارچ 2008ء:
توہین آمیز خاکوں کی اشاعت میں قادیانیوں کا ہاتھ ہے۔

✵......رونامہ ایکسپریس 20/مارچ 2008ء:
خاکے شائع کرنے والے واجب القتل ہیں۔ (سنی تحریک جماعت اہلسنت)۔

✵......روزنامہ ایکسپریس 17/اپریل 2008ء:
گستاخانہ خاکوں کی اشاعت میں قادیانی ملوث ہیں۔ (ابوبکر مدنی)

✵......روزنامہ ایکسپریس 11/مارچ 2008ء:
گستاخانہ خاکوں کے پیچھے قادیانی ہاتھ ہے (عالمی ختم نبوت تحریک)
عالمی سطح پر احتجاج کیا جائے گا۔ (عبدالحفیظ مکی، الیاس چنیوٹی، مولانا لدھیانوی اور سراج ودیگر کی پریس کانفرنس)

(باقی آئندہ)

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر37

ڈنڈے کے زور پر صداقت دبا نہیں کرتی

وسط 1948ء میں ایک عرب نے جو ''اہل مدینہ'' کے نام سے موسوم تھا لیگوس میں احمدیت کے خلاف زہر اگلا اور مبلغ انچارج نائیجیریا مولوی نور محمد صاحب نسیم سیفی کو لکھا اگر تم کسی اسلامی ملک میں ہوتے تو تمہارا سر قلم کر دیا جاتا۔ جناب سیفی صاحب نے حضرت مصلح موعود کی خدمت میں اس کی اطلاع دی تو حضور نے تحریر فرمایا کہ:

''اس بات پر زور دیں کہ عرب ممالک کی کوشش تو سر ظفر اللہ احمدی کو خاص طور پر اپنا نمائندہ مقرر کرنے کی ہے اور ابن سعود کے صاحبزادے ان کو دعوتیں دیتے ہیں۔ شام کی حکومت ان کو سب سے بڑا تمغہ دیتی ہے اور اب بھی ان کو خاص طور پر شام بلوایا گیا ہے اور تم کہتے ہو اسلامی حکومت ہوتی تو تم کو مارا جاتا۔ لیکن فرض کرو کہ مارا جاتا تو کیا مکہ میں صحابہ کو مارا نہیں جاتا تھا۔ مارا جانا تو اس امر کی علامت ہے کہ دلائل ختم ہو چکے اب ڈنڈے کے زور سے صداقت کا مقابلہ کیا جائے گا۔ مگر اس طرح صداقت نہیں دبا کرتی''۔

''اہل مدینہ'' نے جناب نسیم سیفی صاحب کو عربی میں مناظرہ کا چیلنج دیا تھا جو جناب نسیم سیفی صاحب نے منظور بھی کر لیا تھا مگر وہ صاحب پہلوتہی کرتے رہے اور مباحثہ کئے بغیر واپس چل دیئے۔

(تاریخ احمدیت جلد 12 صفحہ134-135)

جماعت احمدیہ شام کے جلسہ سیرت النبی ﷺ کا اخبارات میں چرچا

جماعت احمدیہ دمشق نے 26 /نومبر 1950ء کو سیرت النبی کا جلسہ عام منعقد کیا جس میں مولوی رشید احمد صاحب چغتائی کے علاوہ شام کی بعض اہم شخصیات نے بھی تقریریں کیں۔

❖......دمشق کے اخبار ''الکفاح'' نے 27/ نومبر 1950ء کے شمارے میں لکھا:۔

الجماعة الأحمدية تحتفل بسيرة النبى

أقامت الجماعه الأحمديه بدمشق احتفالا عظيما نهارَ أمس لبيان سيرة الرسول الأعظم محمد ﷺ وألقيت فيه خطب قيمه من قبل بعض الشخصيات السورية كما وتكلم فيها أيضا الأستاذ الباكستانى ميرزا رشيد احمد چغتائى الأحمدى الذى ذكر قوه قدسيه النبى ﷺ و تاثيرها فى قلوب أصحابه والآخرين من العرب والعجم۔ وهنّأ أهل الشام على ما بوركت بلادهم و شرفت أراضيهم بقدوم فخر الكائنات إليها حيث وطأت قدمه ﷺ عليها وكان لهذه الخطب أثرها العظيم فى قلوب الحاضرين الذين أكثروا من الصلوات والسلام على سيدنا محمد أفضل الرسل وخاتم النبين عليه أفضل الصلوات وأتم التسليم۔

ترجمہ: **جماعت احمدیہ کا جلسہ سیرت النبی ﷺ**

جماعت احمدیہ دمشق نے کل ایک عظیم الشان جلسہ حضرت رسول اعظم محمد ﷺ کی سیرت بیان کرنے کے لئے منعقد کیا جس میں بعض شامی اشخاص کی قیمتی تقاریر کے علاوہ میرزا رشید احمد چغتائی پاکستانی احمدی نے بھی تقریر کی جس میں آپ نے حضرت نبی کریم ﷺ کی قوت قدسیہ اور حضور کے صحابہ اور عرب وعجم کے دوسرے لوگوں کے دلوں میں اس کی تاثیر کا ذکر کیا۔ اور آپ نے اہل شام کو اس بات پر مبارکباد دی کہ ان کے ملک کو یہ خاص برکت حاصل ہوئی اور ان کی سرزمین کو حضور فخر کائنات ﷺ نے اپنی تشریف آوری سے مشرف فرمایا۔ جبکہ حضور کے مبارک قدموں نے اس کو برکت بخشی۔ ان تقاریر کا بڑا شاندار اثر حاضرین کے قلوب پر ہوا جنہوں نے سیدنا محمد افضل الرسل خاتم النبین ﷺ افضل الصلوات و اتم التسليم پر بکثرت درود وسلام بھیجا۔

❖......اخبار ''القبس'' نے اپنی 28/نومبر 1950ء کی اشاعت میں لکھا:۔

حفلة سيرة النبى

اقامت الجماعه الاحمديه اول امس احتفالا تكلم فيه عدد من الخطباء عن سيرة الرسول الاعظم وتحدثوا عن قدسيه الرساله التى قام بها هذا العربى العظيم ﷺ الذى اسس مدنيه۔ مازال العالم يسير بها حتى اليوم۔

ترجمہ: **جلسہ سیرت النبی ﷺ**

پرسوں جماعت احمدیہ نے جلسہ منعقد کیا جس میں بہت سے مقررین نے حضرت رسول اعظم ﷺ کی سیرت طیبہ پر تقاریر فرمائیں اور رسول عربی ﷺ کی شان قدسیت کو بیان کیا جنہوں نے شہریت کے ایسے اصول وضع فرمائے ہیں جن سے دنیا آج تک راہنمائی حاصل کرتی چلی آ رہی ہے۔

(تاریخ احمدیت جلد 13 صفحہ283-284)

لیبیا کی آزادی میں حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ کا کردار

1912ء کی جنگ میں اٹلی نے بآسانی ترکی افواج کو شکست دے کر لیبیا پر قبضہ کر لیا تھا۔ لیکن اس کے بعد عرب آبادی کو زیر اقتدار لانے میں اٹلی کو بہت مشکل کا سامنا ہوا۔ اس مہم کے سر کرنے کی ذمہ داری مارشل بڈوگلیو پر ڈالی گئی جس نے مزعومہ قیام امن کے لئے نہایت ہولناک طریق اختیار کئے۔ مثلاً بڑے بڑے قائدین جو اطالوی اقتدار کے سامنے سرخم نہیں کرتے تھے کو جبراً ہوائی جہاز میں کئی ہزار فٹ کی بلندی پر لے جا کر جہاز سے نیچے گرا دیا جاتا۔ یا اگر کسی بستی یا علاقے کے لوگوں کی طرف سے اٹھ کھڑے ہونے کا خدشہ ہوتا تو اس کا توپوں اور ٹینکوں سے محاصرہ کر کے اس علاقے کے پانیوں میں زہر ملا دیا جاتا جس سے اکثریت تو زہریلا پانی پینے سے مرجاتی تھی لیکن جو اس علاقے سے باہر بھاگنے کی کوشش کرتا وہ توپوں اور گولیوں کا نشانہ بنا دیا جاتا۔

1949ء میں بڑی طاقتوں نے یہ فیصلہ کیا کہ لیبیا کو تین حصوں میں تقسیم کر کے گویا تین ملک بنا دیئے جائیں۔ چنانچہ طرابلس کو اٹلی کی نگرانی میں، برقہ کو برطانیہ کی جبکہ فزان فرانس کی نگرانی میں مزید دس سال تک رکھنے کا فیصلہ ہوا، جس کے بعد لیبیا کے ان تین حصوں کو آزادی دینے کی تجویز تھی۔

13/مئی 1949ء کو یہ قرارداد ووٹنگ کے لئے جنرل اسمبلی میں پیش ہوئی۔ لیکن یہ تجویز منظور نہ ہو سکی کیونکہ اس کو مطلوبہ ووٹ نہ مل سکے۔ چنانچہ جنرل اسمبلی کو 21/نومبر 1949ء کو لیبیا کی آزادی کا فیصلہ کرنا پڑا۔ اور تقسیم کے بغیر متحدہ لیبیا ایک ملک کی حیثیت سے آزاد ہو گیا۔

یہ وہ تاریخ ہے جو ہر تاریخ کی کتاب میں مل جائے گی لیکن ہم تاریخ کے اس پہلو کو بیان کرتے ہیں جسے بہت کم لوگ جانتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ لیبیا کی تقسیم کا فیصلہ ہو گیا تھا۔ تین بڑی طاقتیں اس پر متفق تھیں اور یہ اس زمانے کی بات ہے جس میں یہ بات کافی حد تک ناقابل یقین سمجھی جاتی تھی کہ ایک بات پر یہ تین بڑی طاقتیں متفق ہوں اور پھر ایسی بات پر مشتمل قرارداد ناکام رہے۔

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ ہی وہ تاریخی شخصیت تھے جو لیبیا کی تقسیم کے سب سے زیادہ خلاف تھے اور آپ ہی تھے جنہوں نے خداداد قانونی صلاحیتوں اور ذہانت سے اس قرارداد کو ناکام کرنے میں کلیدی کردار ادا کیا۔ اسکی تفصیل کا خلاصہ حضرت چوہدری صاحب کی خودنوشت ''تحدیث نعمت'' سے پیش ہے:

''اس وقت اقوام متحدہ کے ممبران ملکوں کی تعداد ساٹھ سے کم تھی اور قواعد کے مطابق کسی بھی قرارداد کی منظوری کے لئے دو تہائی اکثریت کے ووٹ درکار ہوتے تھے جبکہ اس کو ناکام کرنے کے لئے ایک تہائی سے زیادہ ووٹ مطلوب ہوتے تھے۔ حضرت چوہدری صاحب فرماتے ہیں:

مغربی طاقتوں نے تو سمجھا ہو گا کہ جو تجویز وہ کریں گے اسمبلی اس پر مہر تصدیق ثبت کر دے گی۔ میرا خیال تھا کہ اگر ہم اس تجویز کو ردّ کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو لیبیا کے جلد آزاد ہونے کی صورت پیدا ہو جائے گی اور اگر لیبیا آزاد ہو جائے تو شمال مغربی افریقہ کے تینوں عرب ممالک یعنی تونس، الجزائر اور مراکش کی آزادی کا راستہ کھل جائے گا۔ اس لئے میری نگہ میں مجوزہ قرارداد کا رد کیا جانا از بس ضروری تھا۔ مغربی طاقتوں نے ٹریپولی (طرابلس) کی نگرانی اٹلی کے سپرد کرنے کی تجویز سے لاطینی امریکن ریاستوں کی تائید حاصل کر لی تھی......اپنی طرف سے پوری کوشش کرنے کے بعد بھی ہمیں قرارداد کے خلاف صرف 15 آراء ملنے کا یقین تھا۔ عرب ریاستیں تو قرارداد کے خلاف تھیں لیکن اس وقت صرف چھ عرب ریاستیں اقوام متحدہ کی رکن تھیں۔ ان میں سے مصر کے وزیر خارجہ خشابا پاشا بھی پوری جدوجہد کر رہے تھے اور ہم دونوں آپس میں مشورے کرتے رہتے تھے۔

بحث کا آخری دن اور مضطربانہ دعا

بحث کا آخری دن آ پہنچا اور قرارداد کے خلاف 15 آراء سے زیادہ کا امکان نظر نہیں آتا تھا۔ میری طبیعت میں سخت اضطراب تھا۔ اسی اضطراب کی حالت میں مَیں نے نماز ظہر میں نہایت عجز وانکسار سے ربّ العالمین کی درگاہ میں زاری کی کہ إلٰه العالمين۔۔۔ تو اپنے فضل ورحم سے ہمیں وہ رستہ دکھا جس پر چل کر ہم تیرے مظلوم بندوں کی رہائی اور مخلصی کی تدبیر کر سکیں۔ تیسری رکعت کے پہلے سجدے میں جاتے ہوئے دفعۃً اللہ تعالیٰ نے اپنے کمال فضل اور رحم سے ایک ترکیب کی تفہیم فرما دی۔ فالحمد للہ۔

مصر کے وزیر خارجہ سے گفتگو

جونہی مَیں نے نماز ختم کی ٹیلیفون کی گھنٹی بجی۔ اقوام متحدہ میں مصر کے مستقل نمائندے محمود فوزی صاحب نے فرمایا میرے وزیر خارجہ دریافت کرتے ہیں 'تم کب تک آنے کا ارادہ رکھتے ہو؟ وہ چاہتے ہیں کہ جلد آ جاؤ تو سہ پہر کا اجلاس شروع ہونے سے پہلے کچھ مزید غور کر لیں'۔ مَیں وزیر خارجہ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ انہوں نے پوچھا، کچھ مزید غور کیا ہے اور کوئی تجویز ذہن میں آئی ہے؟ مَیں نے کہا ہاں آئی ہے یا یوں کہئے ذہن میں ڈالی گئی ہے۔ اب تک ہم اس کوشش میں رہے ہیں کہ جہاں تک ہو سکے پوری قرارداد کے خلاف آراء حاصل کی جائیں۔ اس کوشش کے نتیجہ میں تو ہمیں صرف 15 مخالف آراء حاصل ہو سکی ہیں جو قرارداد کے ردّ کرنے کے لئے کافی نہیں......اب ہماری کوشش یہ ہونی چاہئے کہ جو ممالک برطانیہ یا فرانس کی خوشنودی کی خاطر برطانیہ کو Cyrenaica (برقہ) اور فرانس کو فیضان (فوزان) کی نگرانی سپرد کرنے کے لئے مؤید ہیں ان میں سے تین چار کو اس بات پر آمادہ کریں کہ وہ اس قرارداد میں برطانوی اور فرانسیسی نگرانی والی شقوں کی تائید میں رائے دینے کے بعد تیسری شق جس میں ٹریپولی کی نگرانی اٹلی کے سپرد کرنے کی تجویز ہے کے مخالف رائے دیں۔

خشابا پاشا: اگر ایسا ہو بھی جائے تو کیا حاصل ہو گا؟

ظفر اللہ خان: حاصل یہ ہو گا کہ تیسری شق قرارداد سے خارج ہو جائے گی۔

خشابا پاشا: لیکن ملک تو پھر بھی تقسیم ہو جائے گا۔ برطانیہ اور فرانس کو مجوزہ علاقوں کی نگرانی سپرد کر دی جائے گی۔ تم خود اب تک مصر رہے ہو کہ لیبیا کی تقسیم نہیں ہونی چاہئے۔ اب تم نے یکایک اپنی رائے کیوں بدل لی ہے؟

ظفر اللہ خان: مَیں نے رائے نہیں بدلی۔ مَیں اب بھی یہی چاہتا ہوں کہ لیبیا کی تقسیم ہرگز نہیں ہونی چاہئے۔ اگر میری بیان کردہ ترکیب سے تیسری شق قرارداد سے خارج ہو گئی تو کوئی تقسیم نہیں ہو گی۔

خشابا پاشا: وہ کیسے؟

ظفر اللہ خان: اگر ٹریپولی کی نگرانی اٹلی کے سپرد نہ ہوئی تو لاطینی امریکن ریاستیں بقیہ قرارداد کو قبول نہیں کریں گی اور تینوں شقوں پر رائے شماری کے بعد جب مجموعی طور پر ساری قرارداد پر رائے شماری ہو گی تو لاطینی امریکن ریاستیں اس کے خلاف رائے دیں گی۔

خشابا پاشا: (خوشی سے اچھل کر) خوب تجویز ہے۔ میرے ذہن میں بالکل نہیں آئی۔ پھر اب کیسے کیا جائے؟ وقت بہت تھوڑا ہے۔ آج شام رائے شماری ہو جائے گی۔

ظفر اللہ خان: لاطینی امریکن ممالک میں ہائیٹی (Haiti) ایک ایسا ملک ہے جس کا اٹلی سے کوئی تعلق نہیں۔ ایک تو ان کے ساتھ کوشش ہونی چاہئے۔ انکی زبان فرانسیسی ہے، آپ کے وفد میں سے کوئی صاحب ان کے ساتھ بات چیت کریں۔ سربی این راؤ ہندوستانی نمائندے کے ساتھ مَیں بات کرتا ہوں۔''

دونوں ملکوں نے تیسری شق کے خلاف رائے دینا منظور کر لیا۔

مغربی ریاستیں مطمئن نظر آتی تھیں جس سے اندازہ ہوتا تھا کہ انہیں قرارداد کے منظور ہونے کا پورا یقین ہے۔ رائے شماری شروع ہوئی۔ پہلی شق منظور ہو گئی، دوسری شق منظور ہو گئی، تیسری شق پر رائے شماری ہوئی تو حاضر 58، اراکین میں سے 8 نے رائے دینے سے اجتناب کیا، باقی 50 اراکین نے رائے دی۔ منظوری کے لئے کم از کم

34 آراء کی ضرورت تھی لیکن اسکے حق میں صرف 33اور اسے خلاف 17 آراء آئیں۔کامیابی کے لئے مزید ایک رائے ان کو نہ مل سکی۔ اور یوں صاحب صدر کو چارو ناچار اس شق کے نامنظور ہونے کے باعث قرارداد سے خارج ہونے کا اعلان کرنا پڑا۔

’’مغربی طاقتوں کی چھاتی پیٹ رہا ہوں۔‘‘

حضرت چوہدری صاحب فرماتے ہیں:

ہماری طرف سے خوشی کا اظہار تو لازم تھا ہی لیکن معلوم ہوتا ہے میرے اعصاب پر پہلے چند دنوں کی پریشانی اور اضطراب کا بوجھ تھا۔ میری طبیعت قابو میں نہ رہی اور میں جوش سے اپنے سامنے کے ڈیسک کو زور زور سے متواتر پیٹنے لگا۔ کرنل عبد الرحیم (اقوام متحدہ میں پاکستان کے مستقل نمائندے) نے آہستہ سے مجھے کہا: چوہدری صاحب کیا کر رہے ہیں؟مَیں نے کہا:’’مغربی طاقتوں کی چھاتی پیٹ رہا ہوں۔‘‘......کئی دن تک میرے دونوں ہاتھ اس ڈیسک کوبی کی وجہ سے متورّم رہے۔‘‘

اس طرح طرابلس کی نگرانی اٹلی کے سپرد نہ ہوسکنے کی وجہ سے لاطینی امریکن ریاستوں کی طرف سے قرارداد کی بقیہ شقوں کی مخالفت کی وجہ سے یہ ساری قرارداد ردّ ہوگئی۔

لیبیا کی آزادی کا پروانہ

حضرت چوہدری صاحب تحریر فرماتے ہیں:

’’اجلاس ختم ہونے پر مَیں کراچی واپس آ گیا۔ کچھ دنوں بعد اطالوی سفیر متعینہ پاکستان مجھ سے ملنے آئے اور اپنے وزیر خارجہ(کونٹ سفورزا) کا ایک خصوصی پیغام میرے نام لائے۔کونٹ سفورزا نے کہلا بھیجا ہمیں قرارداد کے ردّ ہو جانے پر کوئی رنج نہیں۔ ہم عرب ممالک کی دوستی اور خوشنودی کے خواہاں ہیں۔اور اسمبلی کے آنے والے اجلاس میں لیبیا کی فوری آزادی کی تائید کرنے کے لئے تیار ہیں۔ چنانچہ 1949ء کے سالانہ اجلاس اسمبلی میں یہ قرارداد منظور ہوگئی کہ یکم جنوری 1951ء سے لیبیا آزاد ہوگا۔اس قرارداد کے نفاذ کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی گئی جس کے اراکین میں مصر اور پاکستان دونوں شامل تھے۔چنانچہ قرارداد کے مطابق یکم جنوری 1951ء کو لیبیا کی آزاد حکومت قائم ہوگئی۔فالحمدللہ۔‘‘

(ماخوذ از تحدیث نعمت صفحہ567 تا573)

حضرت چوہدری صاحب کا دورۂ مصر

حضرت چوہدری صاحب 1952ء میں ایک دفعہ مصر گئے تو وہاں کے اخبار’’المصور‘‘ نے نہ صرف آپ کے بارہ میں آرٹیکل لکھے بلکہ آپ کا انٹرویو بھی کیا اور اسے اپنے تبصروں کے ساتھ شائع کیا۔ذیل میں اس کے چند اقتباسات اوران کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے۔

ظفر الله خان مجاهد هندی قديم، يخطب بالإنجليزية، كأعاظم خطباء الإنجليز فى أخطر المجامع وأخطر المسائل، يخطب ارتجالا---- وشهد الذين سمعوه يخطب، أنه من أخطب خطباء العالم--- إنه يقدس الصدق، ويحذر دائما أن يزيد شيئا على الحقيقة المجردة من كل مبالغة، ويعرف متى يتحتم الكلام، ومتى يتحتم الصمت۔

(المصور المصرية، العدد الصادر فی 29 فبراير 1952م صفحه 34)

ظفر اللہ خان صاحب پرانے انڈین مجاہد ہیں،آپ انگریزی زبان میں عظیم انگریز مقرروں کی طرح دنیا کے اعلیٰ ترین اور خطرناک ترین ایوانوں میں اور خطرناک مسائل کے بارہ میں فی البدیہہ تقریر کا ملکہ رکھتے ہیں...... جنہوں نے آپ کو تقریر کرتے ہوئے سنا ہے ان کی گواہی ہے کہ آپ دنیا کے عظیم مقررین میں سے ایک ہیں۔آپ سچائی کو مقدس سمجھتے ہیں اور ہمیشہ اس بات کا خیال رکھتے ہیں کہ اصل حقیقت پر کسی قسم کی مبالغہ آمیزی کا اضافہ نہ ہو۔آپ بخوبی جانتے ہیں کہ کہاں بولنا ضروری ہے اور کہاں خاموشی اختیار کرنا لازم ہے۔

الرجل الذی يمسک بيده غصن الزيتون ويطير به بين أطباق السحاب---إنه رجل خير، تبرع بأكثر من ثلث دخله الخاص للإنفاق على الجمعيات الخيرية فى الباكستان، وشهد له أعضاء هيئة الأمم بحرصه على أداء فروض الصلاة بانتظام وفى ومواعيدها، حتى لقد حدث أن أزف وقت الصلاة مرة ولم يتمكن من الذهاب إلى منزله لأدائها بسبب استمرار اجتماع الهيئة، فدخل ”كشک التليفون“ ووقف يقيم الصلاة--!

وقد عُرف ”ظفر الله خان“ بأنه لا يبارى فى عرض الحجج والبراهين وسرد الحقائق، وإذا تكلم أو خطب ارتجالا بلغ الذروة، وقد ضرب الرقم القياسى فى الخطابة بمجلس الأمن إذا استمر يخطب ست ساعات كاملة دون توقف!----

(المصور المصرية، العدد الصادر فى ٢٩ فبراير ١٩٥٢م ص ١٠ نقلا عن مجلة البشرى المجلد ١٨ نيسان أيار ١٩٥٢م ص ٥٦ إلى ٥٩)

آپ ہی وہ شخصیت ہیں جو پیام امن لے کر بادلوں کے درمیان اڑتی پھرتی ہے۔......آپ ایک نیک اور ہمدرد آدمی ہیں ، آپ نے اپنی تنخواہ کا تیسرا حصہ پاکستان میں انسانی بھلائی کی تنظیموں کے لئے وقف کر رکھا ہے۔اوراقوام متحدہ کے ممبران اس بات کے گواہ ہیں کہ آپ اپنی فرض نمازیں ان کے اوقات پر ادا کرنے کے پابند ہیں۔ یہاں تک کہ ایک دفعہ ایک اجلاس کے جاری رہنے کی وجہ سے آپ گھر میں جا کر نماز ادا نہ کرسکے چنانچہ آپ نے قریبی ٹیلیفون کے بوتھ میں داخل ہوکر کھڑے ہوکر ہی نماز ادا کرلی۔

ظفر اللہ خان کے بارہ میں مشہور ہے کہ دلائل وبراہین کے بیان اور حقائق کے تذکرہ میں آپ کا کوئی ثانی نہیں ہے۔ جب بھی آپ بولتے ہیں یا زبانی خطاب فرماتے ہیں تو آپ کی گفتگو نہایت اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہے۔آپ نے سلامتی کونسل میں سات گھنٹے مسلسل خطاب کرنے کا ریکارڈ بھی قائم کیا ہے۔

اقوام متحدہ میں مصری نمائندہ کی شہادت

ولعل صاحبنا السيد محمد ظفر الله خان هو الشخص الوحيد من الشخصيات السياسية البارزة فى العالم بالوقت الحاضر الذی لا يفارقه القرآن المجيد أبدا۔ ويصلى خمس صلوات مستقبلاإلى القبلة الشريفة تحت كل سماء وفوق كل أرض وفى جو السماء حين تحمله الطائرات من الشرق إلى الغرب ومن الشمال إلى الجنوب۔ ولا يتأخر عن بيان فضائل الإسلام ومحاسنه بالقلم واللسان والعمل بأحكامه حتى فى قاعات هيئة الأمم المتحدة۔

(جريدة الأخبار عدد ٢٣ يونيو ١٩٥٢م نقلا عن مجلة البشرى المجلد ١٨ أغسطس ١٩٥٢م ص ١١٤)

شاید ہمارے دوست مکرم محمد ظفر اللہ خان صاحب ہی اس وقت کی مشہور عالمی شخصیات میں سے وہ واحد شخصیت ہیں جو ہر وقت قرآن کریم اپنے پاس رکھتے ہیں۔ اور ہر آسمان اور ہر زمین حتی کہ آسمان کی فضاؤں میں بھی جبکہ وہ جہازوں میں مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب کی سمت محوسفر ہوتے ہیں پانچوں نمازیں قبلہ شریف کی طرف منہ کر کے ادا کرتے ہیں، اور قلم وزبان سے اسلام کے فضائل ومحاسن کے بیان سے تھکتے نہیں اور اقوام متحدہ میں بھی اسلامی احکام پر عمل کرنے سے پیچھے نہیں رہتے۔

اہل قادیان
ایک عرب احمدی کی نظر میں

1950ء میں مصر کے ایک مخلص احمدی عبدالحمید خورشید صاحب قادیان گئے ۔ وہاں سے انہوں نے اہل قادیان کے بارہ میں جو اپنے تاثرات لکھ کر ارسال کئے وہ یہاں نقل کئے جاتے ہیں۔

أما قاديان فإن أصفهم على مقدار إدراكى: فهم عبارة عن كتاب مفتوح، نقرأ بين ثناياه آية البراءة، ملتهبين بنار الفضيلة لإنقاذ بنى نوع الإنسان من براثن الشيطان وإرشادهم إلى طريق الرحمٰن، وقد بلغوا من جمال الأخلاق ما جذبوا به ألد أعداء الإسلام إلى محبتهم واحترامهم فهذه هى المزايا والصفات التى رأيتها فيهم۔

(رسالة عبد الحميد خورشيد من قاديان ١٤ أغسطس ١٩٥٠ المنشورة فى مجلة البشرى)

اہل قادیان کے بارہ میں میری رائے یہ ہے کہ وہ ایک ایسی کھلی کتاب کی طرح ہیں جس میں ہم معصومیت کی نشانیوں کا بیان پڑھتے ہیں۔انکے دل میں بنی نوع انسان کو شیطان کے چنگل سے چھڑانے اور خدائے رحمٰن کی طرف لے جانے کے لئے ایک آگ اور تڑپ ہے۔اور اخلاق حسن ان میں اس اعلیٰ درجہ کا ہے کہ جو بڑے سے بڑے اعدائے اسلام کو بھی انکی محبت کا گرویدہ اور ان کا قدردان بنا دے۔ یہ صفات اور خصائل ہیں جو مَیں نے ان میں خود دیکھے ہیں۔

(باقی آئندہ)

محترم محمد خاں رانا صاحب

(محمد آصف منہاس ٹورانٹو،کینیڈا)

درازقد، وجیہہ، دھیما مزاج،سفید شیروانی اور جناح کیپ میں ملبوس، ہر وقت مسکراتے ہوئے یہ تھے ہمارے بہت ہی ذی القدر عزیز وامیر ضلع بہاولنگر مکرم ومحترم محمد خاں رانا صاحب ۔محترم امیر صاحب کا گاؤں 168 مراد ہمارے گاؤں کے پڑوس میں ہی ہے۔

ہمارا گاؤں 166مراد پاکستان بھر کی دیہاتی جماعتوں میں ایک بڑی، فعال اور بااثر جماعت ہے۔ضلع بھر کی تمام مرکزی جماعتی تقریبات ، جلسے، اجتماعات وغیرہ باقاعدگی سے منعقد ہوتے ہیں۔مرکزی مہمانان بھی کثرت سے تشریف لاتے ہیں۔تبلیغی محفلیں بھی منعقد ہوتی ہیں۔ اسی وجہ سے محترم امیر صاحب جوکہ اپنی وکالت کی وجہ سے ایک لمبے عرصہ سے بہاولنگر شہر میں آباد تھے، رشتہ داری کے علاوہ بھی ان تقریبات کے سلسلہ میں ہمارے گاؤں آتے رہتے تھے۔بچپن سے ہی ہم لوگ محترم امیر صاحب کی رعب دار اور وجیہ شخصیت سے بہت متاثر تھے۔اور آپ سے ملنے اور آپ کی دعائیں لینے کو باعث سعادت سمجھتے تھے۔آپ بھی بچوں بڑوں سبھی سے نہایت شفقت سے پیش آتے۔ خاندان اور برادری کے خوشی، غمی کے تمام مواقع پر ضرور تشریف لاتے ۔اپنی دعاؤں، محبت اور شفقت سے نوازتے۔

آپ جب بھی جماعت کے سامنے یا کسی مجلس میں نصائح فرماتے تو آپ کا انداز بہت ہی دل موہ لینے والا ہوتا اور آپ کی بات کے اندر سختی نہ ہوتی بلکہ بڑی نرمی اور حکمت کے ساتھ بات کرتے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کی بات سیدھی مخاطب کے دل میں اتر جاتی۔

ہمارے والد محترم محمد سرور منہاس اوران کے چچا محترم مجید احمد منہاس کا قریبی قصبہ ڈاہرانوالہ میں مشترکہ میڈیکل سٹور تھا۔جس کا نام تو منہاس میڈیکل سٹور تھا لیکن پورے علاقے میں مرزائیوں والی دوکان کے نام سے مشہور تھا۔اس دوکان کی بھی اپنی ایک تاریخ ہے۔تمام مرکزی مہمانان جو گاؤں یا اردگرد کی جماعتوں کے دورہ پر آیا کرتے تھے پہلے اس میڈیکل سٹور پر آتے تھے۔ہمیں ان کی خدمت کی توفیق بھی ملتی ۔ اسی طرح سارے علاقے کے احمدی عام طور پر بھی اور شادی بیاہ کے معاملات میں خریداری اور مشورہ وغیرہ کے لئے والد صاحب کے پاس آتے تو والد صاحب اپنا حرج کرکے بھی ان کی مدد کرتے اور جہاں تک ممکن ہوسکتا تھا دوکانداروں سے اپنے تعلقات اور اثر ورسوخ کی وجہ سے بہتر اور سستی خریداری میں مدد کرتے۔

ہم لوگ 1990ء میں جرمنی آ گئے تو محترم امیر صاحب بھی کئی سال باقاعدگی سے جرمنی تشریف لاتے رہے۔گھر جب بھی آتے تو والد صاحب کو مخاطب ہوکر کہتے کہ’’سرور تم جس طرح سے خدمت خلق اور رفاہ عامہ کے کام کیا کرتے تھے تمہارے اپنے گاؤں کے علاوہ ہمارے گاؤں کے لوگ بھی تمہیں بہت محبت سے یاد کرتے ہیں۔‘‘

آپ انتہائی منکسر المزاج تھے۔فضول قسم کے کولڈ ڈرنکس اور مصنوعی مشروبات کے بہت خلاف تھے۔ ہمیشہ دودھ اور گھریلو لسّی وغیرہ کو ترجیح دیتے تھے اور ہم سب کو (خصوصاً بچوں اور نوجوانوں کو) بھی ترغیب دیا کرتے تھے۔غذا سادہ تھی۔ جرمنی ہمارے گھر آتے تو کھانے میں کسی قسم کے تکلف کو پسند نہ کرتے لیکن رات کو سونے سے پہلے دودھ ضرور پیتے تھے۔

آپ بہاولنگر شہر کے ایک کامیاب اور اثر ورسوخ والے وکیل تھے۔بہاولنگر کی تمام انتظامیہ،ججز وغیرہ یہ جانتے ہوئے کہ آپ احمدی ہیں آپ کی نیکی،شرافت اور وجاہت کے قائل تھے اور آپ کی بہت عزت کیا کرتے تھے۔آپ 42سال،جب تک صحت نے اجازت دی، امیر ضلع کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔وفات تک آپ بہاولنگر شہر کی جماعت کے صدر بھی تھے۔ کچھ عرصہ سے صاحب فراش تھے، پھر پچھلے سال کے آغاز میں فالج کا حملہ ہو۔وفات سے تین ہفتے قبل دوبارہ فالج کا حملہ ہوا اور آپ اپنے مالک حقیقی سے جاملے۔انا اللہ وانا الیہ راجعون

محترم امیر صاحب گوناں گوں خوبیوں کے مالک تھے۔ایک ذی القدر امیر ضلع ،نہایت کامیاب وکیل، انتہائی بارعب اور سب سے بڑھ کر خلافت احمدیہ کے وفاداروں میں سے تھے۔حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی آپ کی وفات پر اپنے اس پیارے خادم سلسلہ کا بہت ہی محبت اور شفقت سے ذکر فرمایا اور بہشتی مقبرہ ربوہ کے قطعہ بزرگان میں تدفین کی اجازت مرحمت فرمائی۔اللہ تعالیٰ بھی آپ پر بہت پیار کی نظر فرمائے اور اپنے پیاروں میں جگہ دے، اور آپ کی خوبیاں آپ کی اولاد، آپ کے عزیزوں اور احباب جماعت کو اپنانے کی توفیق دے۔آمین

خطبہ جمعہ

آج سے 120 سال پہلے 23 مارچ کو قرآن کریم کی وہ عظیم الشان پیشگوئی پوری ہوئی جس کی اطلاع اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو بڑی خوشخبری کی صورت میں عطا فرمائی تھی۔

ہر احمدی اس بات کو اچھی طرح سمجھتا ہے کہ ہماری مخالفتیں، ہماری ترقی کے لئے کھاد کا کام دیتی ہیں

بلغاریہ اور ہندوستان کے نو احمدیوں کے اخلاص اور ثبات قدم کا محبت بھرا تذکرہ

تاریخ ہمیشہ اس بات پر گواہی دے گی کہ خلافت احمدیہ ہی ہے جو جماعت کے افراد کی روحانی مادی اور اخلاقی ترقی کے ساتھ ساتھ مسلم اُمّہ کے لئے بھی بوقت ضرورت اپنا کردار ادا کر رہی ہے۔ چاہے وہ کشمیریوں کی آزادی کا معاملہ ہو یا فلسطین کی آزادی کا معاملہ ہے یا برصغیر پاک و ہند میں مسلمانوں کے حقوق کا معاملہ ہے۔

ان تمام ظلموں کے باوجود جو جماعت احمدیہ پر روا رکھے گئے خلافت احمدیہ کی برکت سے ایک ہاتھ پر جمع ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مدد فرماتے ہوئے جماعت کو ان ابتلاؤں سے نکالا۔ جماعت نے جو صبر کے نمونے ان حالات میں دکھائے اور آج تک دکھا رہی ہے یہ خلافت سے وابستگی کی وجہ ہے۔

احمدیوں نے تو تمام تر ظلموں کے باوجود ملک کی بہتری کے لئے کوشش بھی کرنی ہے اور دعا بھی کرنی ہے اور وہ کریں گے۔
لیکن احمدیوں کو نقصان پہنچانے والے یہ یاد رکھیں کہ خدا تعالیٰ کی تقدیر تم سے ایک دن ضرور بدلہ لے گی۔
آئے دن قانون اور اسلام کی آڑ میں احمدیوں کو جو شہید کیا جاتا ہے یہ خون کبھی رائیگاں نہیں جائے گا۔

یہ ملک جس آگ کے کنارے پر کھڑا ہے۔ وہاں سے احمدیوں کی دعائیں ہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتے ہوئے اس کو اس میں گرنے سے بچا سکتی ہیں۔ اس ملک کی تعمیر میں بھی جماعت احمدیہ نے بہت کردار ادا کیا ہے اور اس کے بچانے میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ جماعت کی دعائیں ہی کام آئیں گی۔

ملتان میں دو احمدی ڈاکٹروں مکرم ڈاکٹر شیراز باجوہ صاحب اور ان کی **اہلیہ مکرمہ ڈاکٹر نورین شیراز صاحبہ کی دردناک شہادت کا دلگداز تذکرہ**

دونوں شہداء اور مکرم ڈاکٹر اسلم جہانگیری صاحب اور مکرمہ سیدہ ناصرہ بیگم صاحبہ اہلیہ میاں شریف احمد صاحب کی نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ 20/مارچ 2009ء بمطابق 20/امان 1388 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح ،لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكلرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّا كَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں آج سے 120 سال پہلے اس مہینے میں، 23 مارچ کو قرآن کریم کی وہ عظیم الشان پیشگوئی پوری ہوئی جس کی اطلاع اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو بڑی خوشخبری کی صورت میں عطا فرمائی تھی۔ مسلم اُمّہ کے ایک ہزار سال کے مسلسل اندھیروں میں ڈوبتے چلے جانے اور مسلمانوں کی اکثریت میں دینِ اسلام کا فقط نام رہ جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے وہ چاند روشن کرنے کے بارے میں اطلاع دی تھی جس نے سراج منیر سے روشنی پانی تھی۔ جس کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ تاقیامت پھر وہ روشنی پھیلاتا چلا جائے گا اور اس کا سلسلہ بھی دائمی ہوگا اور اپنے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کے حُسن اور ضیاء سے اس کے تربیت یافتہ بھی ہمیشہ دنیا کے دلوں کو خوبصورتی اور روشنی بخشتے رہیں گے۔

پس آنحضرت ﷺ کے اس عظیم فرزند کی قائم کردہ جماعت کا ایک دور 23 مارچ 1889ء کو شروع ہوا جب اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو الہاماً فرمایا کہ اِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ۔وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَاوَوَحْيِنَا۔ اَلَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُاللّٰه فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۔

(تذکرہ ایڈیشن چہارم ۔2004ء صفحہ 134)

آپؑ نے ازالہ اوہام میں اس کا ترجمہ یوں فرمایا کہ جب تُو نے اس خدمت کے لئے قصد کر لیا تو

خدائے تعالیٰ پر بھروسہ کر اور یہ کشتی ہماری آنکھوں کے رُوبرو اور ہماری وحی سے بنا۔ جو لوگ تجھ سے بیعت کریں گے وہ تجھ سے نہیں بلکہ خدا سے بیعت کریں گے۔ خدا کا ہاتھ ہوگا جو ان کے ہاتھ پر ہوگا۔

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3صفحہ565)

پھر ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ: ''اس نے اس سلسلہ کے قائم کرنے کے وقت مجھے فرمایا کہ زمین میں طوفان ضلالت برپا ہے۔ تو اس طوفان کے وقت میں یہ کشتی تیار کر۔ جو شخص اس کشتی میں سوار ہوگا وہ غرق ہونے سے نجات پا جائے گا اور جو انکار میں رہے گا اس کے لئے موت درپیش ہے''۔

(فتح اسلام صفحہ 42-43۔ روحانی خزائن جلد 3صفحہ24-25)

بہرحال آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق 23 مارچ 1889ء کو بیعت لی اور سینکڑوں خوش قسمت اس روز اس کشتی میں سوار ہوئے اور یہ تعداد بڑھتے بڑھتے آپؑ کی زندگی میں ہی لاکھوں تک پہنچ گئی اور ان بیعت کرنے والوں نے اپنی بیعت کے حق بھی ادا کئے اور اللہ تعالیٰ نے بھی اپنا ہاتھ ان پر رکھا اور وہ لوگ روحانی منازل طے کرتے چلے گئے۔ اُن پر بھی مخالفت کی خوفناک اور اندھیری آندھیاں چلیں۔ اپنوں اور غیروں کی دشمنی کا انہیں سامنا کرنا پڑا۔ یہاں تک کہ آپؑ کی بیعت میں آنے کے جرم میں بعض کو شہید بھی کیا گیا۔ جن میں سب سے بڑے شہید، جن کو اذیت دے کے شہید کیا گیا، وہ صاحبزادہ سید عبداللطیف شہید ہیں۔ جنہیں مولویوں کے فتوے پر بادشاہ کے حکم سے ظالمانہ طور پر پہلے زمین میں گاڑا گیا اور پھر سنگسار کرکے شہید کیا گیا اور ان واقعات نے قرونِ اولیٰ کے ان ظلموں کی یاد تازہ کردی جو آنحضرت ﷺ کے صحابہؓ پر روا رکھے گئے تھے۔ لیکن تمام تر مخالفتوں اور ظلموں اور حکومت کو آپ کے خلاف بھڑکانے کی سازشوں کے باوجود اللہ تعالیٰ کا یہ سلسلہ ترقی کی منازل طے کرتا چلا گیا اور آپ کے سپرد جو کام تھے ان کی تکمیل کرتے ہوئے آخر 26 مئی 1908ء کو آپؑ الٰہی تقدیر کے تحت اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہوگئے۔

اور پھر جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو تسلی کے الفاظ میں فرمایا تھا کہ آپ کی جماعت کا دوسرا دور قدرت ثانیہ کی صورت میں شروع ہوگا۔ جس کے بارے میں خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''غرض (اللہ تعالیٰ) دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں۔ اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزے کو دیکھتا ہے''۔

(رسالہ الوصیت صفحہ4-5۔ روحانی خزائن جلد 20صفحہ 304)

پس جب یہ دوسرا دور شروع ہوا تو جیسا کہ آپؑ نے فرمایا تھا بعض بدقسمت شبہات میں بھی پڑ گئے اور اپنی اناؤں کے چکر میں بھی پڑ گئے۔ جنہیں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے بڑے واضح الفاظ میں سمجھا کر اصلاح کی طرف مائل کرنے کی کوشش بھی کی لیکن ان کی بدقسمتی کہ خلافت ثانیہ کے انتخاب خلافت کے موقع پر ان میں سے بعض مرتد بھی ہوگئے اور اس بات کو سمجھنے کی کوشش نہ کی کہ گرتی ہوئی جماعت کو اللہ تعالیٰ یَدُاللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ کا نظارہ دکھاتے ہوئے سنبھالتا ہے۔ انہوں نے باوجود عقلیں رکھنے کے یہ نہ سوچا کہ کشتی میں سوار ہو کر غرق ہونے سے وہی نجات پائے گا جو دوسری قدرت کے ساتھ جڑا رہے گا اور وہ دوسری قدرت کوئی انجمن نہیں بلکہ خلافت ہے۔ پس آج ہم خوش قسمت ہیں جو خلافت کے ساتھ جڑے رہنے کی وجہ سے اس کشتی میں سوار ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنائی اور غرقابی سے بچ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہمارے اوپر ہے۔ دنیا قعرِ مذلت میں گرتی چلی جا رہی ہے اور احمدی اپنے قادر و توانا خدا کے فضلوں کے نظارے دیکھ رہے ہیں۔

1908ء سے لے کر آج تک نئے سے نئے حربوں کے ساتھ دشمن جماعت کو ختم کرنے کی کوشش میں لگا ہوا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہر بڑے ابتلاء کے بدنتائج اور دشمن کی مذموم کوششوں سے جماعت کو محفوظ رکھتا چلا جا رہا ہے اور جوں جوں اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق جماعت دنیا میں پھیل رہی ہے، حسد اور مخالفت کی آگ بھی اسی تیزی سے پھیل رہی ہے۔ مخالفتیں بڑھ رہی ہیں اور جہاں جہاں نام نہاد، خودغرض علماء کہلانے والوں کا بس چلتا ہے وہ خدا کے نام پر ان ظلموں کے کرنے سے نہیں چوکتے جو احمدیوں پر کئے جاتے ہیں۔ لیکن ہر مخالفت اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر احمدی کے ایمان میں اضافے کا باعث بنتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی سے بتایا ہوا ہے کہ مومنوں کو خدا تعالیٰ کی راہ میں تکلیفیں اٹھانی پڑیں گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''قرآن شریف سے صاف پایا جاتا ہے کہ ایمان کی تکمیل کے لئے ضروری ہے کہ ابتلاء آویں جیسے فرمایا اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ (العنکبوت:2-3) یعنی کیا یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ صرف اٰمَنَّا کہنے سے چھوڑ دیئے جائیں گے اور وہ فتنوں میں نہ پڑیں گے''۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 298۔مطبوعہ ربوہ)

پھر فرمایا: ''غرض امتحان ضروری شے ہے اس سلسلے میں جو داخل ہوتا ہے وہ ابتلاء سے خالی نہیں رہ سکتا۔ ہمارے بہت سے دوست ایسے ہیں کہ وہ ایک طرف ہیں اور باپ الگ''۔

(ملفوظات جلددوم صفحہ 258۔ مطبوعہ ربوہ)

یعنی احمدیت قبول کرنے کی وجہ سے ماں باپ سے بھی علیحدہ ہیں۔

اور پھر ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ:

''جب سخت ابتلاء آئیں اور انسان خدا کے لئے صبر کرے تو پھر وہ ابتلاء فرشتوں سے جا ملاتے ہیں''۔ اور فرمایا کہ نبیوں پر جو ابتلاء آتے ہیں اسی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ سے ملائے جاتے ہیں۔

(ملفوظات جلد 5صفحہ 305 مطبوعہ ربوہ)

فرمایا کہ بغیر امتحان ترقی محال ہے۔ پس یہ ایمان میں پختگی کے لئے وہ نصائح ہیں جن کو آج بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیوں نے پکڑا ہوا ہے اور ہر احمدی اس بات کو اچھی طرح سمجھتا ہے کہ ہماری مخالفتیں، ہماری ترقی کے لئے کھاد کا کام دیتی ہیں۔

گزشتہ خطبہ میں مَیں نے بلغاریہ کے نومبائعین کا ذکر کیا تھا۔ یعنی کچھ تو ان میں نئے احمدی ہیں، کچھ چند سال پہلے احمدی ہوئے۔ انہیں وہاں کے مسلمان مفتی کے کہنے پر جس کا حکومت میں بڑا عمل دخل ہے پولیس نے ہراساں کیا اور پولیس احمدیوں کو پکڑ کر سٹیشن بھی لے گئی تھی۔ ان لوگوں کو جب مَیں نے سلام بھجوایا اور حال وغیرہ پوچھا تو مربی صاحب کہتے ہیں کہ مَیں نے ہر ایک سے انفرادی رابطہ کیا اور جب پیغام دیا تو ہر ایک کا یہ جواب تھا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم ایمان میں مضبوط ہیں۔ یہ تکالیف تو کوئی چیز نہیں ہیں اور بعض تو جذباتی ہو کر رونے لگے اور میرے لئے پیغام بھجوایا کہ آپ فکر نہ کریں۔ ہم جماعت کی خاطر انشاء اللہ تعالیٰ ہر تکلیف برداشت کریں گے۔ ہمارے لئے صرف دعائیں کرتے رہیں۔

لوگ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا انقلاب برپا کیا؟ یہ انقلاب نہیں تو اور کیا ہے کہ قربانی کی روح کو، قرآن کریم کی تعلیم کو احمدیت قبول کرنے کے بعد حقیقی رنگ میں سمجھنے لگ گئے ہیں۔ وہ فہم و ادراک پیدا کر دیا ہے جس نے انہیں اس حقیقت سے آشنا کر دیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا قرب پانا ہے تو امتحانوں میں سے بھی گزرنا پڑتا ہے۔ یورپ میں رہنے والے کبھی یہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے اور پھر وہ لوگ جو بڑا عرصہ کمیونزم کے زیر اثر رہے ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلافت سے ان کا ایک خاص تعلق پیدا ہو گیا ہے۔ جو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ یہ فضل آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق کی جماعت میں شامل ہونے کی وجہ سے احمدیوں پر فرما رہا ہے۔ اسی طرح آج کل ہندوستان کی نومبائع جماعتوں پر بھی بہت زیادہ ظلم ہو رہا ہے اور یہ ظلم بھی وہاں حسب روایت نام نہاد مُلاّں کر رہے ہیں اور مُلاّں کے کہنے اور اکسانے پر وہاں کے مسلمان کر رہے ہیں اور حکومت اس لئے کوئی ٹھوس قدم اٹھانے کے لئے تیار نہیں ہے کہ عنقریب وہاں انتخابات ہونے والے ہیں اور مسلمانوں کے ووٹ انہیں چاہئیں جبکہ احمدیوں کی کوئی ایسی طاقت نہیں ہے۔ لیکن ان ظلم کرنے والوں کو بھی اور اس ظلم ہونے پر آنکھیں بند کرنے والوں کو بھی یہ یاد رکھنا چاہئے کہ جماعت احمدیہ کے ساتھ دنیاوی طاقت تو بے شک نہیں ہے لیکن خدا تعالیٰ جماعت احمدیہ کے ساتھ ہے۔ وہ ہمارا مولیٰ ہے اور جب وہ مدد کو آتا ہے تو ہر چیز کو خَس راہ کی طرح اڑا کر رکھ دیتا ہے۔ جب اس کی تقدیر چلتی ہے تو پھر کوئی چیز اس کے سامنے ٹھہر نہیں سکتی۔ پس ہندوستان کے احمدی بھی صبر اور حوصلے سے کام لیں۔ دعاؤں میں زیادہ شدت پیدا کریں اور اپنے ربّ کے ساتھ تعلق کو پہلے سے بڑھ کر بڑھائیں۔

اسی طرح آج کل پاکستان میں بھی احمدیوں کی مخالفت عروج پر ہے۔ حکومت اور مُلاّں کی حرکتوں اور کوششوں کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ برصغیر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے بعد سے مولویوں کی طرف سے جو مخالفت شروع ہوئی، اس میں مولویوں نے اپنے طور پر بھی نقصان پہنچانے کی کوششیں کیں اور غیروں کو بھی جماعت کے خلاف بھڑکایا اور ابھارا اور ان کی مدد کی کہ کسی طرح جماعت ختم ہو جائے یا اسے نقصان پہنچایا جائے۔ لیکن ان کی ہر کوشش کے بعد جماعت کے قدم ترقی کی طرف پہلے سے آگے ہی بڑھے ہیں۔ لیکن یہ سب دیکھ کر بھی ان کو احساس نہیں ہوا کہ یہ چیز ثابت کرتی ہے کہ جماعت کسی انسان کی قائم کردہ نہیں بلکہ خدا کی قائم کردہ جماعت ہے بلکہ خدا تعالیٰ کے نشانوں میں سے ایک نشان ہے جیسا کہ مَیں نے شروع میں بتایا تھا کہ ایک پیشگوئی پوری ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم الشان خوشخبری

کے پورا ہونے کا کھلا کھلا نشان ہے۔ اس لئے ان کو مَیں کہتا ہوں کہ عقل سے کام لیں اور خدا تعالیٰ سے مقابلے سے باز رہیں اور اللہ تعالیٰ کے آگے جھکتے ہوئے توبہ اور استغفار کریں اور اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کے مددگار بن جائیں۔ لیکن ان لوگوں کی آنکھوں اور عقل دونوں پر پردہ پڑا ہوا ہے، پٹیاں بندھی ہوئی ہیں جو ان سے خدا کے نام پر اور اسلام کے نام پر خدا کے بندے پر ظلم کروا رہی ہیں۔ لیکن بھول جاتے ہیں کہ جب ظلم وزیادتی انتہاء پر پہنچتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے بندے مَتٰی نَصْرُ اللّٰہِ (البقرۃ:214) کی صدا بلند کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مدد کب آئے گی؟ تو پھر اللہ تعالیٰ جواب دیتا ہے کہ اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ (البقرۃ:214) یقیناً اللہ تعالیٰ کی مدد قریب ہے۔ پس یہ ظلم جو احمدیوں پر روا رکھے جا رہے ہیں، احمدیوں کو ہر جگہ خدا تعالیٰ کا قرب دلا رہے ہیں۔

برصغیر کی تقسیم کے بعد ان شرپسند نام نہاد علماء کی اکثریت پاکستان میں آ گئی تھی اور یہاں جیسا کہ جماعت احمدیہ کے خلاف بھی اور عموماً بھی ہم ہر روز کوئی نہ کوئی واقعہ سنتے ہیں انہوں نے ملک میں ایک طوفان بدتمیزی برپا کیا ہوا ہے۔ احمدیوں کے خلاف جو سلوک کر رہے ہیں وہ تو ہے ہی، ملک کی بدنامی کا بھی باعث بنتے چلے جا رہے ہیں۔ یہ لوگ جو آج ملک کے ہمدرد بنے ہوئے ہیں اور احمدیوں کو یہ کہتے ہیں کہ تمہارے پاس اب صرف یہ آپشنز (Options) ہیں۔ یہ راستے ہیں کہ یا تو احمدیت چھوڑ دو یا ملک چھوڑ دو یا پھر اپنی زندگی سے ہاتھ دھونے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اور ظلم کی انتہاء یہ ہے کہ یہ سب کچھ اسلام کے نام پر اور رحمۃ للعالمینؐ کے نام پر کیا جا رہا ہے۔ اور کہا یہ جاتا ہے کہ ہم سب کچھ آنحضرت ﷺ کے افضل الرسل اور خاتم الانبیاء ہونے کے مقام کو قائم رکھنے کے لئے کر رہے ہیں۔ ہم یہ سب کچھ دینی غیرت سے کر رہے ہیں۔ اور جو ملک بقول ان کے اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا ہو وہاں ان کے نزدیک سب سے زیادہ دینی غیرت دکھانے کی ضرورت ہے اور دینی غیرت یہی ہے کہ خدا کے نام پر خدا کے بندوں کو قتل کرو۔

پہلی بات تو یہ کہ آنحضرت ﷺ کے لئے دینی غیرت جو تمام دنیا میں احمدی دکھا رہے ہیں، یہ لوگ تو ان کے قریب بھی نہیں پہنچ سکتے۔ اسلام کا پیغام دنیا کے کونے کونے میں پہنچانے کے لئے جو قربانیاں احمدی کر رہے ہیں اس کا لاکھواں اور کروڑواں حصہ بھی یہ لوگ نہیں کر رہے۔ باوجود اس کے کئی مسلمان ممالک جو تیل کی دولت رکھنے والے ہیں وہ ان مُلّاؤں کی مدد کر رہے ہیں۔ لیکن یہ اس مدد کو اپنے ذاتی مفاد کے لئے تو استعمال کر رہے ہیں، اپنے خزانے تو اس سے بھر رہے ہیں یا دہشت گردی اور ظلم و بربریت کے لئے تو وہ دولت استعمال کر رہے ہیں لیکن اسلام کی تبلیغ کے لئے ان کی کوشش کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ مولوی جو آج پاکستان پر بھی سب سے زیادہ حق جتانے والے بنے ہوئے ہیں، اور کہتے ہیں کہ اسلام کے اس قلعہ میں ہم برداشت نہیں کر سکتے کہ قادیانی اپنے عقیدے کے ساتھ رہ سکیں ان پر واضح ہو کہ پاکستان بنانے میں احمدیوں نے جو کوششیں کی ہیں اور جس کو اس وقت جب یہ سب کوششیں ہو رہی تھیں تمام شریف النفس غیروں نے بھی مانا ہے۔ تم لوگ جو آج پاکستان کے سب سے بڑے ہمدرد بنے ہوئے ہو اور مالک بننے کی کوشش کر رہے ہو اُس وقت تو پاکستان کے نظریہ کی بھی مخالفت کر رہے تھے۔

جماعت احمدیہ نے مسلمانوں کے حقوق کے لئے کیا کوششیں کیں اس بارے میں ان کے اپنوں کے بعض بیان پڑھ دیتا ہوں کیونکہ 23 مارچ کا دن یوم پاکستان کے طور پر بھی منایا جاتا ہے۔ تو اس حوالے سے اتفاق سے یہ چیز بھی آج سامنے آ گئی۔ تاکہ شریف النفس لیکن علم نہ رکھنے والوں کو پتہ چلے کہ کیا ہے؟ کیونکہ یہ لوگ مولویوں کے ہاتھوں میں کھلونا بنے ہوئے ہیں اور اس وجہ سے پاکستان کی تاریخ کو بھی نہیں جانتے۔

ایک ممتاز ادبی اور صحافی شخصیت مولانا محمد علی جوہر صاحب تھے۔ اپنے اخبار ہمدرد 26 ستمبر 1927ء میں انہوں نے لکھا کہ:

’’ناشکری ہوگی کہ جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد اور ان کی اس منظم جماعت کا ذکر ان سطور میں نہ کریں جنہوں نے اپنی تمام تر توجہات بلا اختلاف عقیدہ تمام مسلمانوں کی بہبودی کے لئے وقف کر دی ہیں...... اور وہ وقت دور نہیں جبکہ اسلام کے اس منظم فرقے کا طرز عمل سوادِ اعظم اسلام کے لئے بالعموم اور ان اشخاص کے لئے بالخصوص جو بسم اللہ کے گنبدوں میں بیٹھ کر خدمتِ اسلام کے بلند بانگ و در باطن ہیچ دعاوی کے خوگر ہیں مشعل راہ ثابت ہوگا‘‘۔ (اخبار ہمدرد مورخہ 26ستمبر 1927ء بحوالہ تعمیر ترقی پاکستان اور جماعت احمدیہ صفحہ 8)

یعنی جو اعلان وہ کرتے پھرتے ہیں ظاہر میں تو بڑے بلند بانگ دعوے ہیں لیکن اصل میں بالکل معمولی ہیچ چیزیں ہیں۔ ان لوگوں کے لئے مرزا بشیر الدین محمود احمد اور ان کی جماعت ایک مشعل راہ ثابت ہوگی۔

پھر انقلاب اخبار کے مولانا عبدالمجید سالک صاحب، مسلمانوں کے بہت مشہور لیڈر رہے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ:

’’جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد نے اس تبصرے کے ذریعہ سے‘‘ (جو ایک تبصرہ اس وقت مسلمانوں کی حالت پہ تھا اس تبصرے کے ذریعہ سے’’ مسلمانوں کی بہت بڑی خدمت انجام دی ہے۔ جو بڑی بڑی اسلامی جماعتوں کا کام تھا وہ مرزا صاحب نے انجام دیا‘‘۔

(انقلاب 16نومبر 1930ء بحوالہ تعمیر ترقی پاکستان اور جماعت احمدیہ صفحہ 9)

پھر ہر ایک جانتا ہے کہ پاکستان بنانے کے لئے قائداعظم کا ہی اصل میں ہاتھ ہے ان پر ایک وقت ایسا آیا کہ وہ مایوس ہو کر ہندوستان چھوڑ کر یہاں انگلستان میں آ گئے تھے۔ انہوں نے خود لکھا ہے کہ " مجھے اب ایسا محسوس ہونے لگا کہ مَیں ہندوستان کی کوئی مدد نہیں کر سکتا۔ نہ ہندو ذہنیت میں کوئی خوشگوار تبدیلی کر سکتا ہوں نہ مسلمانوں کی آنکھیں کھول سکتا ہوں۔ آخر مَیں نے لنڈن ہی میں بود و باش کا فیصلہ کر لیا‘‘۔

(’قائد اعظم اور ان کا عہد‘ از رئیس احمد جعفری صفحہ 192 بحوالہ ’تعمیر ترقی پاکستان اور جماعت احمدیہ‘ صفحہ 9)

یہ جو صورتحال تھی اس سے ہند کے جو مسلمان تھے ان کو بڑا سخت دھچکا لگا اور سب سے زیادہ ہمدردی تو جماعت احمدیہ کو تھی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو تھی۔ تو آپؓ نے اس کے لئے بڑی کوشش کی اور یہاں لندن میں اس وقت مولانا عبدالرحیم درد صاحب امام تھے، ان کے ذریعہ سے قائداعظم پر زور ڈالا کہ وہ دوبارہ ہندوستانی سیاست میں آئیں اور بڑی کوششوں سے درد صاحب نے ان کو قائل کیا۔ آخر قائداعظم نے خود کہا کہ امام صاحب کی بڑی ترغیب تھی اور ان کی بہت زیادہ زور دار تلقین نے میرے لئے کوئی جائے فرار باقی نہ چھوڑی۔

بلکہ ایک غیر از جماعت مورخ اور صحافی م۔ش صاحب ہیں، انہوں نے بھی لکھا کہ ’’مسٹر لیاقت علی خان اور مولانا عبدالرحیم درد امام لنڈن ہی تھے جنہوں نے مسٹر محمد علی جناح کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ اپنا ارادہ بدلیں اور وطن واپس آ کر قومی سیاست میں اپنا کردار ادا کریں۔ اس کے نتیجہ میں مسٹر جناح 1934ء میں ہندوستان واپس آ گئے اور مرکزی اسمبلی کے انتخابات میں بلا مقابلہ منتخب ہوئے‘‘۔

(پاکستان ٹائمز 11 ستمبر 1981 سپلیمنٹ II کالم نمبر 1 بحوالہ تعمیر ترقی پاکستان اور جماعت احمدیہ صفحہ 10)

جسٹس منیر جو 1953ء کے عدالتی کمیشن کے صدر تھے انہوں نے لکھا ہے کہ "احمدیوں کے خلاف معاندانہ اور بے بنیاد الزام لگائے گئے ہیں کہ باؤنڈری کمیشن کے فیصلے میں ضلع گورداسپور اس لئے ہندوستان میں شامل کر دیا گیا کہ احمدیوں نے ایک خاص رویہ اختیار کیا اور چوہدری ظفر اللہ خان نے جنہیں قائداعظم نے اس مشن کے سامنے مسلم لیگ کا کیس پیش کرنے پر مامور کیا تھا خاص قسم کے دلائل پیش کئے۔ لیکن عدالت ہذا کا صدر جو اس کمیشن کا ممبر تھا، (جسٹس منیر اس کمیشن کے ممبر بھی تھے) اس بہادرانہ جدوجہد پر تشکر و امتنان کا اظہار کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے جو چوہدری ظفر اللہ خان نے گورداسپور کے معاملے میں کی تھی۔ یہ حقیقت باؤنڈری کمیشن حکام کے کام کے کاغذات میں ظاہر و باہر ہے اور جس شخص کو اس مسئلہ سے دلچسپی ہو وہ شوق سے اس ریکارڈ کا معائنہ کر سکتا ہے۔ چوہدری ظفر اللہ خان نے مسلمانوں کے لئے نہایت بے غرضانہ خدمات انجام دیں۔ ان کے باوجود بعض جماعتوں نے عدالتی تحقیقات میں ان کا ذکر جس انداز میں کیا ہے وہ شرمناک ناشکرے پن کا ثبوت ہے‘‘۔

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت المعروف منیر انکوائری رپورٹ صفحہ 305 جدید ایڈیشن)

چوہدری ظفر اللہ خان نے تو خدمات کی ہیں اور اس کے مقابلے میں اس عدالت کے سامنے غیر احمدیوں نے جس طرح بیان دیا ہے وہ انتہائی شرمناک ہے۔

یہ الگ مملکت جس کا نام پاکستان رکھا گیا اس کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور آپؓ کی ہدایت پر جماعت کے افراد نے جو کوششیں کیں ان کی ایک دو مثالیں مَیں نے آپ کے سامنے رکھی ہیں۔

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.
Contact: Anas A.Khan, John Thompson,
Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) **& David Wilson.**
Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

تاریخ ہمیشہ اس بات پر گواہی دے گی کہ خلافت احمدیہ ہی ہے جو جماعت کے افراد کی روحانی مادی اور اخلاقی ترقی کے ساتھ ساتھ مسلم اُمّہ کے لئے بھی بوقت ضرورت اپنا کردار ادا کر رہی ہے۔ چاہے وہ کشمیریوں کی آزادی کا معاملہ ہو یا فلسطین کی آزادی کا معاملہ ہے یا برصغیر پاک و ہند میں مسلمانوں کے حقوق کا معاملہ ہے۔ تاریخ جو جماعت احمدیہ کی تاریخ ہے اس بات پر گواہ ہے کہ ہمیشہ جماعت احمدیہ مسلمانوں کے حقوق کے لئے صف اوّل میں رہی ہے۔

اس کے مقابلے پر مولویوں نے کیا کردار ادا کیا ہے؟ کہتے ہیں پاکستان ہمارا ہے۔ ہماری وجہ سے معرض وجود میں آیا۔ ان کے ذرا بیان پڑھ لیں۔ یہ بھی تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ ہے اس میں عطاء اللہ شاہ بخاری صاحب کے حوالے سے جو احراری لیڈر تھے لکھا ہے کہ اب تک کسی ماں نے ایسا بچہ نہیں جنا جو پاکستان کی پ بھی بنا سکے۔

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت صفحہ398 ۔شائع کردہ ’نیا زمانہ پبلیکیشنز‘)

پھر اسی رپورٹ میں لکھا ہے کہ فسادات کے دوران احراری لیڈر امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے لاہور میں جو تقریریں کیں ان میں سے ایک تقریر میں انہوں نے کہا کہ ’’پاکستان ایک بازاری عورت ہے جس کو احرار نے مجبوراً قبول کیا ہے‘‘۔(رپورٹ تحقیقاتی عدالت صفحہ398 ۔شائع کردہ ’نیا زمانہ پبلیکیشنز‘)۔ اِنَّا لِلّٰہ۔

پھر لکھتے ہیں، خود شاہ صاحب کا اپنا بیان ہے کہ ’’جو لوگ مسلم لیگ کو ووٹ دیں گے وہ سؤر ہیں اور سؤر کھانے والے ہیں‘‘۔

(بیان عطاء اللہ شاہ بخاری بحوالہ چمنستان از مولانا ظفر علی خان صفحہ 165مطبوعہ 1944بحوالہ تعمیرترقی پاکستان از پروفیسر نصر اللہ راجہ صفحہ 13)

پھر تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ میں لکھا ہے کہ مجلس احرار کی مجلس عاملہ کا ایک اجلاس 3مارچ 1940ء کو دہلی میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں ایک قرارداد منظور کی گئی جس میں پاکستان کی تجویز کو ناپسندیدہ قرار دیا گیا اور بعد میں بعض لیڈروں نے اپنی تقریروں میں پاکستان کو پلیدستان بھی کہا۔

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت صفحہ28 ۔شائع کردہ ’نیا زمانہ پبلیکیشنز‘)

پھر اسی تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ میں لکھا ہے کہ جماعت یعنی جماعت اسلامی مسلم لیگ کے تصور پاکستان کی علی الاعلان مخالف تھی اور جب سے پاکستان قائم ہوا ہے، جس کو نا پاکستان کہہ کر یاد کیا جاتا ہے، یہ جماعت موجودہ نظام حکومت اور اس کے چلانے والوں کی مخالفت کر رہی ہے ہمارے سامنے جماعت کی جو تحریریں پیش کی گئی ہیں ان میں سے ایک بھی نہیں جس میں مطالبہ پاکستان کی حمایت کا بعید سا اشارہ بھی موجود ہو۔ اس کے برعکس یہ تحریریں جن میں کئی ممکن مفروضے بھی شامل ہیں، تمام کی تمام اس شکل کی مخالف ہیں جس میں پاکستان وجود میں آیا اور جس میں اب تک موجود ہے۔

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت صفحہ378 ۔شائع کردہ ’نیا زمانہ پبلیکیشنز‘)

مودودی صاحب کا اپنا ایک بیان ہے کہ جو لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ اگر مسلم اکثریت والے علاقے ہندو اکثریت سے آزاد ہو جائیں اور یہاں جمہوری نظام قائم ہو جائے تو اس طرح حکومت الٰہی قائم ہو جائے گی۔ ان کا گمان غلط ہے۔ دراصل اس کے نتیجہ میں جو کچھ حاصل ہوگا وہ صرف مسلمانوں کی کافرانہ حکومت ہوگی۔ اس کا نام حکومتِ الٰہی رکھنا اس پاک نام کو ذلیل کرنا ہے۔(سیاسی کشمکش حصہ سوم طبع اول صفحہ 117 ۔ بحوالہ جماعت اسلامی کا ماضی اور حال صفحہ29 تا32)

اب اسی کافرانہ حکومت کا اقتدار حاصل کرنے کے لئے جو کوششیں ہو رہی ہیں ہر ایک کے سامنے ہیں۔

ان بیانات اور جسٹس منیر کے تبصرے سے صاف عیاں ہے کہ پاکستان کے لئے ان لوگوں کے کیا نظریات تھے جو آج اپنے آپ کو پاکستان کا کرتا دھرتا سمجھتے ہیں۔ جو بھی سیاسی حکومت آتی ہے وہ ان مُلّاؤں کو طاقت سمجھ کر ان سے گٹھ جوڑ کرنے کی کوشش کرتی ہے اور مُلّاں کے ایجنڈے پر سب سے پہلے یہ بات ہوتی ہے کہ احمدیوں کے خلاف جو کچھ ہو سکتا ہے کرو۔ 1953ء میں بھی فسادات ہوئے۔ اُس وقت کچھ نہ کچھ انصاف پسند لوگ تھے اس لئے جو وہ کرنا چاہتے تھے اس وقت مولویوں کی خواہش پوری نہ ہو سکی۔ لیکن 1974ء میں جو اس وقت کی حکومت تھی اس نے اسلام کے نام پر مولویوں کے ساتھ مل کر احمدیوں پر جو ظلم کی داستانیں رقم کی ہیں اور جو ظلم و بربریت کے نمونے دکھائے گئے ہیں آئندہ جب انصاف پسند مؤرخ آئے گا اور پاکستان کی تاریخ لکھے گا تو ایک تاریک سیاہ باب کی صورت میں یہ لکھا جائے گا۔ اور پھر 1984ء میں ایک آمر نے اس قانون میں، جو 1974ء میں بنایا گیا تھا اور اسمبلی نے پاس کیا تھا، مزید ترامیم کر کے سختی پیدا کی تاکہ احمدیت کو ختم کردے اور بڑے طمطراق سے یہ دعویٰ کیا کہ ’’مَیں احمدیت کے اس کینسر کو ختم کردوں گا‘‘۔ نتیجہ کیا نکلا؟ کہ احمدیت تو ترقی پر ترقی کرتی چلی جارہی ہے اور ان لوگوں کا یا تو پتہ نہیں کہاں گئے یا پھر خود اللہ تعالیٰ کی تقدیر کی چکی میں آج کل پس رہے ہیں۔

ان تمام ظلموں کے باوجود جو جماعت احمدیہ پر روا رکھے گئے خلافت احمدیہ کی برکت سے ایک ہاتھ پر جمع ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مدد فرماتے ہوئے جماعت کو ان ابتلاؤں سے نکالا۔ جماعت نے جو صبر کے نمونے ان حالات میں دکھائے اور آج تک دکھا رہی ہے یہ خلافت سے وابستگی کی وجہ ہے۔ اور اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عہد بیعت باندھنے والوں نے اپنے عہد بیعت کو پورا کرنے کی کوشش کی ہے اور کر رہے ہیں۔

آج کل کی حکومتیں جو پاکستان میں مرکزی اور صوبائی سطح پر قائم ہیں۔ ان کو ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اگر ان لوگوں کو پاکستان کی بقا عزیز ہے جس کے لئے ہر احمدی اور ہر شریف النفس شہری ہمیشہ کوشش بھی کرتا ہے اور دعا بھی کرتا ہے تو اس پاکستان کو قائم کریں جو حضرت قائداعظم قائم کرنا چاہتے تھے۔ نہ یہ کہ مذہبی بنیادوں پر نفرتوں کی دیواریں کھڑی کی جائیں۔ مذہب کی بنیاد پر دوسروں کے خون سے ہولی کھیلی جائے۔

قائداعظم کیا فرماتے ہیں؟ 1947ء کے صدارتی خطبہ میں، اسمبلی میں جو دستور ساز اسمبلی تھی، اس میں قائداعظم کا یہ ارشاد دیکھیں اور پاکستان کی 1974ء کی اسمبلی نے جو فیصلہ کیا تھا وہ بھی دیکھیں۔

قائداعظم نے تو یہ فرمایا تھا کہ:

’’اگر ہمیں پاکستان کی اس عظیم الشان ریاست کو خوشحال بنانا ہے تو ہمیں اپنی تمام تر توجہ لوگوں کی فلاح و بہبود کی جانب مبذول کرنا چاہئے۔ خصوصاً عوام اور غریب لوگوں کی جانب۔ اگر آپ نے تعاون اور اشتراک کے جذبے سے کام کیا تو تھوڑے ہی عرصے میں اکثریت اور اقلیت، صوبہ پرستی اور فرقہ بندی اور دوسرے تعصّبات کی زنجیریں ٹوٹ جائیں گی‘‘۔

فرمایا کہ: ’’ہماری ریاست کسی تمیز کے بغیر قائم ہو رہی ہے۔ یہاں ایک فرقے یا دوسرے فرقے میں کوئی تمیز نہ ہوگی۔ یہاں ذات یا عقیدوں میں کوئی تمیز نہ ہوگی۔ ہم اس بنیادی اصول کے تحت کام شروع کر رہے ہیں کہ ہم ایک ریاست کے باشندے اور مساوی باشندے ہیں۔ آپ آزاد ہیں، آپ اس لئے آزاد ہیں کہ اپنے مندروں میں جائیں، آپ آزاد ہیں کہ اپنی مسجدوں میں جائیں یا پاکستان کی حدود میں اپنی کسی عبادت گاہ میں جائیں۔ آپ کا تعلق کسی مذہب، کسی عقیدے یا کسی ذات سے ہو اس کا مملکت کے مسائل سے کوئی تعلق نہیں۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں یہ بات بطور نصب العین اپنے سامنے رکھنی چاہئے‘‘۔ یہ قائداعظم فرما رہے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ یہ بات بطور نصب العین اپنے سامنے رکھنی چاہئے اور ’’آپ یہ دیکھیں گے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ہندو ہندو نہ رہے گا اور مسلمان مسلمان نہ رہے گا۔ مذہبی مفہوم میں نہیں کیونکہ ہر شخص کا ذاتی عقیدہ ہے بلکہ سیاسی مفہوم میں اس مملکت کے ایک شہری کی حیثیت سے‘‘۔

(افکار قائد اعظم صفحہ358 مرتبہ محمود عاصم ۔ناشر مکتبہ عالیہ ایبک روڈ لاہور)

اب یہ تصور قائداعظم نے پیش کیا ہے اور 1974ء کی اسمبلی اس سے بالکل الٹ کام کر رہی ہے۔ پس بانئ پاکستان کا اسمبلیوں کے کام اور حکومتی معاملات چلانے کے لئے یہ تصور تھا۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ اسمبلیوں کا کام نہیں ہے کہ کسی کے مذہب اور عقیدے اور عبادت کے طریقوں کا فیصلہ کرتی پھرے کہ کس نے کس طریقے سے عبادت کرنی ہے۔ جس دن حکومت پاکستان میں اس اصل کو سمجھ کر اس اصول پر کام کرنا شروع کیا گیا جس کی راہنمائی قائداعظم نے فرمائی ہے وہ دن پھر انشاء اللہ تعالیٰ پاکستان کی ترقی کی نئی راہیں متعین کرنے والا دن ہوگا۔ فرقہ پرستی اور قومیت کی دیواریں گریں گی تو تبھی قائداعظم کے خوشحال پاکستان کو پاکستانی دیکھ سکیں گے۔ پس اب بھی جو سیاستدان ہیں ان کو اپنی تاریخ سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔ کسی کے دین کی جزئیات کا فیصلہ کرنا یا دین کے بارے میں فیصلہ کرنا اور اپنے عقیدے ٹھونسنا نہ ہی اسلام اس کی اجازت دیتا ہے اور نہ ہی اس عظیم شخصیت نے جس نے مسلمانوں کو ایک علیحدہ مملکت بنا کر دی ہے اس بارہ میں اجازت دی تھی۔

ایک شہری کی حیثیت سے پاکستان کے ہر شہری کو اس کے حقوق دینے چاہئیں۔ ووٹ کا حق ہے، ملازمتوں کا حق ہے، مذہب اور عقیدے کا حق ہے۔ یہ اس کا حق ہے اس کو ملے۔ جہاں تک قانون کے لاگو ہونے کا سوال ہے، قانون ہر ایک کے لئے ایک ہو۔ جو بھی قانون بنتے ہیں وہ کیا جائے۔ یہ برابری کے حق ملیں گے تو ملک میں سکون کی فضا قائم ہوگی۔ ان حکومتوں کو چاہئے کہ اس بات سے سبق سیکھیں کہ 1974ء کے جو فیصلے ہوئے اور پھر 1984ء میں اس میں مزید ترمیم کر کے احمدیوں کے خلاف جو کارروائیاں کی گئیں اور جو پابندیاں لگائی گئیں اس کے بعد سے ملک تنزل کی طرف جا رہا ہے۔ کوئی ترقی نظر نہیں آتی ایک قدم آگے بڑھتا ہے تو تین قدم پیچھے چلا جاتا ہے۔

احمدیوں نے تو تمام تر ظلموں کے باوجود ملک کی بہتری کے لئے کوشش بھی کرنی ہے اور دعا بھی کرنی ہے اور وہ کریں گے۔لیکن احمدیوں کو نقصان پہنچانے والے یہ یاد رکھیں کہ خدا تعالیٰ کی تقدیر تم سے ایک دن ضرور بدلہ لے گی۔آئے دن قانون اور اسلام کی آڑ میں احمدیوں کو جو شہید کیا جاتا ہے یہ خون کبھی رائیگاں نہیں جائے گا۔اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہمیشہ یاد رکھو۔فرمایا کہ وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا (النساء:94) اور جو جان بوجھ کر کسی مومن کو قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے اور وہ اس میں بہت لمبا عرصہ رہنے والا ہے اور اللہ اس پر غضبناک ہوا اور اس پر لعنت کی اور اس نے اس کے لئے بہت بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

پس اللہ کے عذاب سے ڈرو۔ایمان کے بارے میں تو حدیث میں آتا ہے کہ سب سے افضل ایمان کا حصہ لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کہنا ہے۔پورا کلمہ بھی نہیں۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ سب سے افضل حصہ صرف لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کہہ دینا ہے۔اور پھر وہ واقعہ جب ایک صحابی نے جنگ کی حالت میں دشمن کو زیر کر لیا اور اس نے کلمہ پڑھ لیا اور پھر بھی انہوں نے اس کو قتل کر دیا اور آنحضرت ﷺ تک جب یہ بات پہنچی تو آپ نے اس شدّت سے اسے کہا کہ کیا تم نے اس کا دل چیر کر دیکھا تھا کہ اس نے ڈر کے مارے کلمہ پڑھا ہے یا اس نے دل سے کلمہ پڑھا ہے۔وہ صحابی کہتے ہیں اس وقت جو غصے کا اظہار آنحضرت ﷺ نے فرمایا تو مَیں یہ چاہتا تھا کہ کاش مَیں آج سے پہلے مسلمان نہ ہوا ہوتا۔اس کے باوجود یہ اپنی تعریفیں کر کے کلمہ گوؤں کو قتل کرتے چلے جا رہے ہیں،شہید کرتے چلے جا رہے ہیں۔

گزشتہ دنوں پھر انتہائی ظالمانہ طور پر ایک نوجوان جوڑے میاں بیوی کو ملتان میں شہید کر دیا گیا اور ان کا قصور صرف یہ تھا کہ انہوں نے زمانہ کے امام کو مانا۔دونوں ڈاکٹر تھے اور بڑے ہر دلعزیز ڈاکٹر تھے۔ایک کا نام ڈاکٹر شیراز ہے ان کی 37 سال عمر تھی اور ان کی اہلیہ ڈاکٹر نورین شیراز 28 سال کی تھیں۔میرا خیال ہے کہ شاید یہ شہداء میں عورتوں میں سب سے کم عمر شہید ہیں۔ان لوگوں کو اتنا بھی انسانیت کا پاس نہیں ہے کہ جو نافع الناس وجود ہیں،انسانیت کی خدمت کرنے والے ہیں،خدمت خلق کرنے والے ہیں اور تمہارے مریضوں کی خدمت کر رہے ہیں،ان کو بہیمانہ طریقے سے شہید کر دیا۔یہ مخالفین یاد رکھیں کہ احمدی جو ہیں وہ تو کسی مقصد کے لئے شہید ہو رہے ہیں لیکن جو آنحضرت ﷺ کے غلام صادق کے آنے سے جو حق ظاہر ہوا،اس کے انکار کی وجہ سے ملک میں جو بدامنی پھیل رہی ہے اور اس وجہ سے درجنوں معصوم بلا مقصد قتل کئے جا رہے ہیں،یہ بھی قدرت کا ایک انتقام ہے جو لیا جا رہا ہے کہ اس کے نتیجہ میں تو وہ مسلمان بھی نہیں رہتے جو مسلمانوں کو قتل کر رہے ہیں۔اور پھر اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ جو سلوک کرنا ہے جیسا کہ مَیں نے آیت پڑھی ہے وہ اللہ بہتر جانتا ہے کہ پھر ان سے کیا سلوک ہو گا۔ان لوگوں کو کچھ خوف خدا نہیں۔اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے۔

گزشتہ دنوں میں پہلے حکومت کے ساتھ،فوج کے ساتھ،لڑائیاں ہوتی رہیں اس کے بعد پھر حکومت نے ہتھیار ڈال دیئے اور سوات میں ایک شرعی نظام جاری کر دیا گیا اور جب شرعی نظام قائم ہو گیا اور عدالتیں بھی قائم ہو گئیں تو اس کے بعد وہاں کے جو بھی کرتا دھرتا مُلّاں تھے انہوں نے اعلان کیا کہ حکومت کے جو جج ہیں یہاں آنے کی کوشش نہ کریں۔حکومت کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ سلسلہ جو اَب شروع ہوا ہے یہ یہاں رکنے والا نہیں ہے۔یہ پورے ملک کو مزید بدامنی کی لپیٹ میں لے گا۔دنیا کی جو صورتحال ہے،دنیا میں پاکستان کی جو صورتحال ہے،اب پورے ملک کو دہشت گرد کا نام دیا جا رہا ہے۔یہاں کے وزیر خارجہ نے بھی پچھلے دنوں بیان دیا کہ اگر حکومتوں نے اپنے آپ کو نہ سنبھالا تو مکمل طور پر یہ ملک دہشت گرد قرار دے دیا جائے گا۔وہ مُلّاں جو پاکستان کو پلیدستان کہتا تھا اپنی مذموم کوششوں میں کامیاب ہوتا نظر آ رہا ہے۔اور بظاہر تو یہ لگتا ہے کہ اب ان کی کوششیں یہی ہیں کہ اگر ملک ان لوگوں کے ہاتھ میں رہا تو اللہ تعالیٰ رحم فرمائے کہ پاکستان کے نام کو بھی یہ قائم رہنے دیں گے کہ نہیں۔

خلفاء احمدیت ہمیشہ حکومت کو یہ باور کرانے کی کوشش کرتے رہے کہ ان سے بچنا،ان مُلّاؤں سے بچنا۔اگر ایک دفعہ بھی ان کو کندھے پہ سوار کر لیا تو پھر یہ لوگ پیر تسمہ پا بن جائیں گے۔لیکن انہیں سمجھ نہیں آ رہی۔ایک طرف یہ لوگ جو سیاستدان ہیں اپنے آپ کو ملک کا ہمدرد اور بڑا منجھا ہوا سیاستدان سمجھتے ہیں اور اس کے دعوے کر رہے ہیں اور دوسری طرف اس خوفناک حقیقت کو نہیں سمجھ رہے کہ مُلّاں پاکستان کو تباہی کی طرف لے جا رہا ہے اس لئے ان سے کسی بھی قسم کا جو اشتراک ہے وہ حکومتوں کو بھی اور ملک کو بھی نقصان پہنچائے گا۔

ہم تو دعا کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس ملک کو بچائے۔جہاں تک ملاں کی کوشش یا ارادے کا تعلق ہے کہ ان شہادتوں سے وہ احمدیت کی ترقی کو روک سکتے ہیں تو یہ ان کا خام خیال ہے۔جیسا کہ مَیں نے بتایا احمدیت تو ہر قدم پر دشمنی کے بعد ترقی کرتی چلی گئی ہے۔جو کشتی خدا تعالیٰ نے خود بنوائی ہے اس کی حفاظت بھی وہ خود کرے گا اور اس کا سفر انشاء اللہ تعالیٰ جاری رہے گا۔ہاں جہاں تک اِکّا دُکّا شہادتوں کا یا نقصان کا سوال ہے وہ تو ابتلا آتے رہتے ہیں جیسا کہ مَیں نے بتایا اور جو شہادت پانے والے ہیں وہ تو اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق اپنی دائمی زندگی پا رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل کرنے والے بن رہے ہیں۔بہرحال احمدی بھی،خاص طور پر پاکستانی احمدی دعاؤں پر بہت زور دیں۔کیونکہ یہ ملک جس آگ کے کنارے پر کھڑا ہے وہاں سے احمدیوں کی دعائیں ہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتے ہوئے اس کو اس میں گرنے سے بچا سکتی ہیں۔اس ملک کی تعمیر میں بھی جماعت احمدیہ نے بہت کردار ادا کیا ہے اور اس کے بچانے میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ جماعت کی دعائیں ہی کام آئیں گی۔اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمائے۔

جن شہید ڈاکٹرز کا مَیں نے ذکر کیا تھا اب ان کے کچھ کوائف بھی بتا دوں۔واقعہ اس طرح ہوا کہ 14 مارچ کو ڈیوٹی سے فارغ ہو کر یہ لوگ سوا تین بجے اپنے گھر پہنچے تو لگتا ہے کوئی پہلے سے وہاں چھپا ہوا تھا،جس نے ان دونوں کو بڑی بے دردی سے شہید کیا۔دونوں اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ڈاکٹر شیراز باجوہ صاحب کی میت ان کے بیڈ روم میں تھی۔ہاتھ پیچھے باندھے ہوئے تھے۔آنکھوں پہ پٹی باندھی ہوئی تھی۔منہ میں روئی ٹھونسی ہوئی تھی اور گردن میں رسی کا نشان تھا یعنی پھندا ڈالا تھا۔اَور کئی رسیاں بھی سرہانے پڑی تھیں۔ان کی ملازمہ جب شام کو آئی ہے تو اس نے ان کو دیکھا۔کہتی ہے پہلے ان کی جو لاش تھی وہ پنکھے سے لٹک رہی تھی اور اسی طرح جو ان کی اہلیہ ہیں ان کو ڈرائنگ میں اسی طرح باندھ کے چھوڑا ہوا تھا۔منہ میں کپڑا تھا۔دونوں،ڈاکٹر شیراز صاحب واپڈا ہسپتال ملتان میں آنکھوں کے سپیشلسٹ ڈاکٹر تھے اور ڈاکٹر نورین جو تھیں چلڈرن ہسپتال میں تھیں۔یہ دونوں،احمدی غیر احمدی دونوں طبقوں میں بڑے ہر دلعزیز ڈاکٹر تھے۔بڑا دھیما مزاج اور ہمدردانہ رویہ رکھنے والے تھے۔یہ ان کی خاص پہچان تھی۔کچھ عرصہ انہوں نے فضل عمر ہسپتال میں بھی کام کیا ہے اور یہ کالونی ایسی ہے کہ یہاں ہر طرف سے چاردیواری تھی۔دیواروں کے اوپر باڑ لگی ہوئی تھی۔گیٹ ہے۔سیکیورٹی ہے۔اس کے باوجود اندر جا کے حملہ کرنے کا مطلب ہے کہ لازماً کوئی سازش کی گئی ہے۔کیونکہ بغیر سیکیورٹی چیک اس کالونی کے اندر کوئی جا ہی نہیں سکتا تھا۔تو اس میں یہ سب شامل لگتے ہیں۔دونوں اچھے قابل لائق ڈاکٹر تھے۔1998ء میں مضمون نویسی کا کوئی مقابلہ ہوا تھا جس میں ان کی اہلیہ کو ایک بڑا اعزاز بھی ملا تھا۔کچھ عرصہ ہوا تھا کہ ان کی شادی ہوئی تھی اور ابھی ان کے بچے کوئی نہیں تھے۔بالکل نوجوان تھے جیسا کہ بتایا کہ 37 سال اور 28 سال عمر تھی۔ابھی مَیں انشاء اللہ تعالیٰ نماز کے بعد ان کا جنازہ غائب بھی پڑھوں گا۔اس جنازہ غائب کے ساتھ کچھ اور جنازے بھی ہیں۔

ایک ڈاکٹر اسلم جہانگیری صاحب ہیں جو ہمارے امیر ضلع ہری پور ہزارہ تھے۔ان کی 15 مارچ کو وفات ہوئی ہے۔انہوں نے کچھ عرصہ نصرت جہاں کے تحت سیرالیون میں خدمات سرانجام دی ہیں۔پھر یہ بڑا لمبا عرصہ امیر رہے۔ان پہ بھی چند مہینے پہلے قاتلانہ حملہ ہوا تھا اور چاقوؤں سے حملہ کیا گیا اور قاتل یہی کہتا تھا تم قادیانی ہو،تمہیں مارنے آیا ہوں۔خیر وہ بچ گئے کیونکہ لوگ اکٹھے ہو گئے اور وہ زخمی حالت میں تھے۔لیکن بہرحال وفات کے وقت ان کی عمر 74 سال تھی۔بظاہر یہ لگتا ہے کہ ان زخموں کی وجہ سے بھی ان میں کمزوری بڑھتی چلی گئی اور پھر بیمار بھی تھے۔دل کا حملہ ہوا اور ان کی وفات ہوئی۔موصی تھے۔ان کی تدفین بہشتی مقبرہ میں ہوئی ہے۔

اسی طرح ایک جنازہ سیدہ ناصرہ بیگم صاحبہ اہلیہ میاں شریف احمد صاحب کا ہے۔یہ سید عزیز اللہ شاہ صاحب کی بیٹی تھیں اور سیدہ مہر آپا صاحبہ کی بہن تھیں۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ماموں زاد بہن اور مخلص خاتون تھیں۔ابھی جنازہ غائب میں ان کا بھی جنازہ شامل ہو گا۔اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کے درجات بلند فرمائے اور ان کو اپنے قرب سے نوازے اور ان کی نیکیاں ان کے پیچھے جو ورثاء ہیں ان کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

امریکہ میں عورتوں کا قبولیتِ اسلام

(ترجمہ و تلخیص: ڈاکٹر شمیم احمد)

{2006ء میں امریکہ میں ایک کتاب شائع ہوئی ہے جس کا عنوان Women Embracing Islam ہے۔ یہ کتاب مختلف مضامین کا مجموعہ ہے جن میں قبولیت اسلام کے مختلف پہلوؤں پر بحث کی گئی ہے۔ زیرِ نظر مضمون جو کہ yvonne Yazbeck Haddad کا لکھا ہوا ہے اور اس میں امریکہ میں جماعتِ احمدیہ کی اسلام کے بارہ میں تبلیغی مساعی کا بھی ذکر ہے، قارئین کی دلچسپی کا باعث ہونے کی وجہ سے ترجمہ و تلخیص کے ساتھ پیش ہے۔}

نیویارک اور واشنگٹن میں 11ر ستمبر 2001ء کے حملوں کے بعد امریکہ کی حکومت نے دہشت گردی کے خلاف اعلانِ جنگ کر دیا۔ القاعدہ کے خلاف اس لئے کہ حملوں کے پیچھے اُن کا ہاتھ تھا اور طالبان کے خلاف اس لئے کہ انہوں نے دہشت گردوں کو پناہ دی تھی۔ اس جنگ کو انہوں نے امریکہ کے عوام اور معاشرہ، جمہوریت اور آزادی کے دفاع کے طور پر پیش کیا۔ جنگ کے ساتھ ساتھ طالبان کے خلاف پراپیگنڈہ بھی کیا گیا کہ طالبان عورتوں کے ساتھ نامناسب سلوک کرتے ہیں۔ اس لئے جنگ کا ایک مقصد یہ بھی قرار پایا کہ افغانستان کی مجبور و محکوم عورتوں کو طالبان کے استبداد سے آزادی دلائی جائے۔ اس طرح امریکہ نے دنیا میں اپنے آپ کو جمہوریت کی بقا اور مسلمان عورتوں کی آزادی کے لئے ایک چیمپئن کے طور پر پیش کر دیا۔

ستمبر 2001ء کے حملوں کے فوراً بعد یہ صورتِ حال سامنے آئی کہ امریکن میڈیا میں یہ سوال بار بار اٹھایا گیا کہ ''ایسا کیوں ہوا اور وہ (یعنی مسلمان) ہم سے نفرت کیوں کرتے ہیں''۔ دوسری طرف یہ ردِّ عمل ظاہر ہوا کہ امریکن پبلک میں اسلام کے متعلق جاننے کی خواہش پیدا ہوئی جس کی وجہ سے قرآن اور دیگر اسلامی کتب کی اتنی خریداری ہوئی کہ دوکانوں میں ان کتب کا ملنا مشکل ہو گیا۔ اسی طرح یہودیوں اور عیسائیوں نے مساجد میں جا کر اسلام کے بارہ میں جاننے کی کوشش شروع کر دی اور مسلمانوں سے اسلام کی تعلیم کے بارہ میں علم حاصل کرنا شروع کر دیا۔ مسلمانوں کے لئے یہ امر باعثِ حیرت تھا کہ کس قدر لوگ اسلام کی تعلیم کے بارہ میں معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ایک مسلم لیڈر نے بیان دیا کہ اگر اسلام کی تعلیم کو روشناس کرانے کے لئے ایک بلین ڈالر بھی خرچ کئے جاتے تو اتنی کامیابی نہ ہوتی جتنی ستمبر 2001ء کے واقعہ کے بعد ہوئی۔ بعض مسلمان لیڈروں نے کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے کام پُراسرار ہوتے ہیں اور اُس نے مسلمانوں کو بُھلا نہیں دیا بلکہ انہیں آزما رہا ہے۔ کئی رپورٹس شائع ہوئیں کہ 11 ستمبر کے واقعہ کے بعد بے شمار لوگوں نے، خاص طور پر عورتوں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔

(پام بیچ پوسٹ 6 نومبر 2002ء اور دی ہیرالڈ 8 مارچ 2002ء)

یہاں تک کہ امریکہ سے باہر مسلمانوں میں یہ خیال پیدا ہونا شروع ہو گیا کہ شاید امریکہ میں لاتعداد لوگ اسلام قبول کر رہے ہیں۔ باوجود اس بات کے کہ میڈیا میں چرچا کیا گیا کہ مسلمان عورتوں کو محکوم بنا کر رکھتے ہیں اور اسلام میں بنیادی طور پر تشدّد کی تعلیم موجود ہے، ابھی تک امریکن عوام میں قبولیتِ اسلام کا رجحان جاری ہے حتیٰ کہ ایک رپورٹ کے مطابق امریکہ میں تیس ہزار لوگ ہر سال اسلام قبول کر رہے ہیں۔ (ڈیلی نیوز 26 دسمبر 2003ء)

قبولیتِ اسلام حال ہی میں ایک ایسے امر کے طور پر ابھرا ہے جس کے تناظر میں امریکہ میں عام پبلک مسلمانوں کی سیاسی اور مشنری سرگرمیوں کو محدود کرنے کے حق میں آواز بلند کر رہی ہے۔ 11ر ستمبر کے بعد جن لوگوں نے اسلام قبول کیا ہے انہیں پریس میں دشمن کے ساتھ اتحاد کرنے والے قرار دیا جا رہا ہے۔ اُن میں ''جہادی'' جان واکر (JohnWalker) ''ڈرٹی بامبر'' Padella Jose اور ''ملٹری پادری'' جیمز یی جیسے مشہور لوگ شامل ہیں۔ پریس میں اس شور کے نتیجہ میں امریکہ کے سینیٹر چارلس شومر آف نیویارک نے اس بات کا مطالبہ کیا کہ مسلمانوں کے مذہبی اداروں، جہاں وہ اپنے علماء تیار کرتے ہیں، کا جائزہ لیا جانا چاہیے۔ بعض دوسروں نے بھی ان تحریکات اور مسلم جماعتوں پر کڑی نگاہ رکھنے کا مطالبہ کیا جو امریکن عوام میں اسلام کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ ڈینیل پائپس Daniel Pipes جس کی جارج بش نے امریکہ کے امن انسٹیٹوٹ میں تقرری کی ہے اور جو اسلام کو اعتدال پسند مذہب سمجھتا ہے، اس نے بھی مسلمان لیڈروں کے بارے میں تحقیقات کا مطالبہ کیا ہے۔ اُس کے نزدیک اعتدال پسند اور دہشت گرد میں یہ فرق ہوگا کہ جو مسلمان عالم قرآنی حکم کہ دنیا میں اسلام کو پھیلایا جائے کو کالعدم قرار دے گا وہ اعتدال پسند ہوگا ورنہ دہشت گرد۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو اسلام کی تبلیغ کرتا ہے وہ امریکن قوم کے خلاف دہشت گردی میں ملوّث ہے۔

بعض لوگوں کے لئے یہ امر باعثِ حیرت ہے کہ امریکن عورتیں اسلام کیوں قبول کر رہی ہیں۔ مسلم عورتیں ہمیشہ سے امریکیوں کے لئے باعثِ حیرت ہیں کیونکہ ان میں عام طور پر یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ مرد اُن سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں اور انہیں محکوم بنا کر رکھتے ہیں۔ یہی اکثر فلموں میں دکھایا جاتا ہے اور کئی ناولوں میں یہی بات مرکزی طور پر پیش کی جاتی ہے۔ عام طور پر مسلم عورتوں کے بارہ میں جو تاثر ابھرتا ہے وہ یہی ہے کہ مرد انہیں حرم سرا میں مقید رکھتے ہیں اور شہوانی مقاصد کے تحت ان سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں۔ تقریباً ایک سو سال کے عرصہ میں امریکن مشنریوں نے مسلم عورتوں کے بارہ میں یہی تصوّر دیا ہے کہ وہ محکوم اور دوسرے درجہ کی انسان ہیں اور ان کے ساتھ تعدد ازدواج کے علاوہ جسمانی اور جنسی تشدّد کا سلوک بھی روا رکھا جاتا ہے نیز یہ کہ مسلم عورتوں کو اس قسم کی غلامی سے نجات دلائی جانی چاہیے۔ اُن کے نزدیک اس طرح انہیں مردوں کے برابر درجہ، مساوی حقوق اور حقِ وراثت دلایا جا سکے گا۔ اس قسم کی سوچ کے پس منظر میں امریکن عوام کے لئے امریکن عورتوں کا اسلام قبول کرنا ایک حیرت انگیز بات ہے۔ یہ سوال کیا جاتا ہے کہ ''وہ کس طرح ایسے مذہب میں کشش محسوس کر سکتی ہیں''۔

مذہب کی تبدیلی، خواہ وہ مردوں کی ہو یا عورتوں کی، بالخصوص سفید فام امریکن لوگوں کی تو وہ باہر سے آئے ہوئے مسلمانوں کے لئے بہت اہمیت کی حامل بات ہے۔ اُن کے نزدیک امریکن لوگوں کا اسلام قبول کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اسلام ہمیشہ کے لئے اور ہر جگہ کے لئے ہے حتیٰ کہ مغرب کے لوگوں کے لئے بھی ایک خاص اہمیت کا حامل مذہب ہے۔ اہم شخصیات جو اسلام قبول کرتی ہیں انہیں اجتماعات میں تقاریر کے لئے بُلایا جاتا ہے اور اُن کی موجودگی امریکن سوسائٹی میں اسلام کی زندگی کا ثبوت سمجھی جاتی ہے۔ والدین فخر سے اپنے بچوں کو بتاتے ہیں کہ فلاں مشہور آدمی نے اپنے کلچر کو چھوڑ کر اسلام قبول کیا ہے۔

مغرب میں تبلیغِ اسلام اور احمدیہ موومنٹ

امریکہ میں سب سے پہلے مسلم مشنری کا تعلق جماعتِ احمدیہ سے تھا۔ اُن کی امریکہ میں تبلیغ اُس ردِّ عمل کا نتیجہ تھا جو انڈیا میں انیسویں صدی میں عیسائی مشنریوں کی زبردست سرگرمیوں کے بعد ظاہر ہوا۔ احمدیہ مشنریوں کا پہلا ہدف یہ تھا کہ مسلمان مہاجرین کو امریکہ لایا جائے اور اپنی تبلیغی سرگرمیوں سے امریکن لوگوں کو اسلام کی دعوت دی جائے۔ وہ کچھ امریکن لوگوں کو مسلمان بنانے میں کامیاب ہوئے مگر پہلے سے آباد مسلمانوں نے انہیں مسترد کر دیا کیونکہ اُن کے نزدیک احمدیہ جماعت اسلام سے خارج ہو چکی تھی۔ احمدیوں کو جلد ہی اس بات کا احساس ہو گیا کہ اُن کی تبلیغی سرگرمیاں زیادہ باثمر ہوں گی اگر وہ اپنی توجہ افریقی امریکنوں کو مسلمان بنانے پر مرکوز رکھیں۔ اس طرح انہوں نے افریقی امریکنوں کو ایک نئی شناخت کی نوید سنائی اور یہ کہ وہ اس طرح امریکہ کے نسلی امتیاز سے آزاد ہو سکتے ہیں۔ احمدیوں نے افریقی امریکنوں کو یہ احساس دلایا کہ اُن کے آباؤ اجداد مسلمان تھے جنہیں زبردستی عیسائی بنا دیا گیا تھا۔ احمدیوں نے انہیں بتایا کہ اُن کے آباؤ اجداد تاریخ عالم میں ممتاز تمدن سے تعلق رکھتے تھے۔ احمدیوں نے انہیں اس بات کا بھی احساس دلایا کہ صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس میں مختلف رنگ و نسل کے لوگوں میں کوئی فرق نہیں کیا جاتا۔ اسلام ہی صرف ایک ایسا مذہب ہے جو سیاہ فام امریکنوں کو افریقہ کے مسلمانوں نیز دنیا بھر کے مسلمانوں سے ملا سکتا ہے اور ایک مضبوط عالمگیر سوسائٹی کی بنیاد رکھی جا سکتی ہے۔

جماعت احمدیہ کی سرگرمیوں کے نتیجہ میں دیگر اسلامی گروپ بھی وجود میں آ گئے جن میں مورش سائنس ٹیمپل، دی نیشن آف اسلام اور انصار اللہ شامل ہیں۔ 1975ء سے نیشن آف اسلام، سنّی موومینٹ میں شامل ہو گئی ہے۔ حال ہی میں امریکہ میں سپینش لوگوں نے بھی اسلام قبول کیا ہے مگر سب سے زیادہ اسلام قبول کرنے والے افریقی امریکن ہیں۔ اُن کے بعد سب سے زیادہ اسلام قبول کرنے والا گروپ سفید فام عورتوں کا ہے۔

''دعوۃ'': بیسویں صدی میں بعض تبلیغی جماعتوں نے امریکہ میں اسلام کی تبلیغ شروع کر دی۔ مسلم ممالک میں سے جب لوگوں نے روزگار کی خاطر مغربی ملکوں کا رخ کیا تو اُس وقت سوال پیدا ہوا کہ کیا مسلمانوں کو مغربی ممالک میں غیر مسلم حکومتوں کے زیرِ سایہ رہنا جائز ہے۔ آغاز میں جماعت اسلامی کے لیڈر ابوالاعلیٰ مودودی نے فتویٰ دیا کہ مسلمانوں کا غیر مسلم ممالک میں رہنا درست نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے وہ گمراہ ہو جائیں۔ مودودی کو یہ فتویٰ بعد میں تبدیل کرنا پڑا اور یہ کہا گیا کہ مسلمانوں کا غیر مسلم ممالک میں رہنا جائز ہے کیونکہ غیر مسلم حکومتیں مسلمانوں کو مذہبی آزادی دیتی ہیں اور اس بات کی بھی آزادی دیتی ہیں کہ وہ اپنے مذہب کی تبلیغ کر سکیں۔

بعض مسلم طالبعلموں نے 1963ء میں امریکہ میں مسلم سٹوڈینٹ ایسوسی ایشن بنائی اور اسلام کی تبلیغ شروع کر دی۔ اُن کا خیال یہ تھا کہ اس طرح وہ دنیا میں کیمونزم کی بڑھتی ہوئی یلغار کو روک سکیں گے۔ اُن طالبعلموں میں سے جو امریکہ میں رہ گئے انہوں نے بعد میں اسلامک سوسائٹی آف نارتھ امریکہ (ISNA) بنالی اور تبلیغ کا کام شروع کر دیا۔ اُن کا بنیادی مقصد اپنے لوگوں اور بچوں کو اسلام سکھانا تھا اور امریکی کلچر سے محفوظ رکھنا تھا مگر انہوں نے امریکیوں کو تبلیغ بھی کی۔ اسلامک سوسائٹی آف نارتھ امریکہ، تبلیغی جماعت اور اسلامک سرکل آف نارتھ امریکہ بڑی تندہی کے ساتھ اسلام کی تبلیغ میں مصروف رہے ہیں۔ اُن کا بنیادی مقصد امریکہ میں آباد مسلمانوں کو اپنی تنظیم میں شامل کرنا تھا کیونکہ اُن میں اکثریت اسلام پسند نہیں تھی۔ اس طرح کئی بیرونی تنظیموں نے 1970ء میں امریکہ میں تبلیغ کا کام شروع کر دیا جن میں مسلم ورلڈ لیگ، سعودی عرب کی دارالافتاح، ورلڈ آرگینائزیشن آف اسلامک سروس آف ایران، اسلامک سوسائٹی آف کویت اور ورلڈ اسمبلی آف مسلم یوتھ شامل ہیں۔

مندرجہ بالا تحریکات میں ٹیمپل یونیورسٹی کے ایک پروفیسر اسماعیل الفاروقی نے بہت اثر پیدا کیا۔ اس کا تصّور یہ تھا کہ اس طرح تبلیغ کی جائے کہ عوام کی اکثریت مسلمان ہو جائے۔ اس کا یہ بھی خیال تھا کہ مسلم طالبعلموں کو امریکہ کا ممنون و مشکور ہونے اور ان کے زیرِ تحت کام کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس کے تین نقاط تھے یعنی تعلیم، تبلیغ اور مسلمانوں میں اتحاد پیدا کرنا۔ اس وقت امریکہ میں مسلم معاشرہ کے بارہ میں یہ تصوّر پایا جاتا تھا جس سے یہ احساس ہوتا تھا کہ مسلمان وحشی، مذہبی انتہا پسند اور غیر تہذیب یافتہ قوم ہیں جن کا صرف ایک ہی مقصد ہے کہ دنیا کو محکوم بنا لیں۔ الفاروقی نے طالبعلموں کو یہ تعلیم دی کہ وہ تمدنی ترقی میں اسلام کا حصہ سمجھنے کی کوشش کریں، عورتوں کے اہم کردار کو یاد رکھیں اور اپنے آپ کو غیر قوموں کے چنگل سے آزاد کرائیں اور عالمِ اسلام کو بدل کر رکھ دیں۔ اسے اس بات کا احساس تھا کہ اس کی تبلیغ کے لئے ضروری ہے کہ عوام کی تعلیم اور ان کے خیالات پر اس کا اثر و رسوخ ہو۔ اس نے طالبعلموں پر زور دیا کہ وہ اپنے اندر اتحاد پیدا کریں اور عالمگیر امت کی بنیاد رکھتے ہوئے کل عالم کو مسلمان بنالیں۔ اس نے دعوۃ موومنٹ آف نارتھ امریکہ کی بنیاد رکھی جس کا دوسرا نام عروۃ الوثقیٰ بھی ہے۔ اُس نے پندرہ طالبعلموں کے ذریعہ ایک پروگرام کی بنیاد رکھی اور ان کے توسط سے پچیس سے تیس طالبعلموں کو اسلام کی تعلیم دینی شروع کی۔ اُس نے امام ٹریننگ پروگرام بھی تیار کیا اور انہیں تلقین کی کہ وہ جیلوں، مساجد، سکولوں اور چرچ میں جا کر لیکچر دیں۔

الفاروقی نے پیدائشی مسلمانوں کے علاوہ دوسرے مذاہب کے پیروکاروں کو بھی تبلیغ کا مورد بنایا۔ اُس نے انٹر نیشنل اسلامک تھاٹ (IslamicThought) کی بنیاد رکھی جس کی برانچیں بنگلہ دیش، بیلجیئم، قبرص، مصر، انگلستان، انڈیا، اردن، لبنان، ملائشیا، مراکش، نائیجیریا، پاکستان، فلسطین، قطر اور سعودی عرب میں قائم کیں۔

امریکہ میں اس نے باہر سے آنے والے مسلمانوں کو اپنے ساتھ شامل کر کے اسلام کی صحیح تعلیم دینے کی کوشش کی تا کہ بعد میں وہ سفید اور سیاہ فام امریکنوں کو تبلیغ کر سکیں۔

امریکہ کے لئے اسلام کا پیغام

الفاروقی کا پیغام یہ تھا کہ مغربی اقوام میں ایک ایسا خلا ہے جسے صرف اسلام کی تعلیم ہی پُر کر سکتی ہے۔ مسلمان مغرب کو احترامِ انسانی سکھلا سکتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ خاندانی زندگی کی اہمیت اور مرد و عورت کی برابری کا سبق دے سکتے ہیں۔ وہ چاہتا تھا کہ مسلمان ایک مثالی خاندان کا نمونہ پیش کریں جو مغرب کے لئے جاذب ہو

کیونکہ مثالی خاندان کا وجود امریکہ کی سوسائٹی کے لئے حیاتِ نو کا پیغام ہوسکتا ہے۔اس کے نزدیک امریکن سوسائٹی روحانی دیوالیہ پن کا شکار ہوچکی ہے اور مسلمان ان کی گمراہ شدہ سوسائٹی کو بچا سکتے ہیں۔اسلام میں امریکی بیماریوں کا علاج موجود ہے جو تثلیث، کفارہ ونجات اور مسیح کی آمدِ ثانی پر اپنا مذہب مرکوز کر کے بیٹھے ہوئے ہیں۔الفاروقی کے نزدیک مغرب میں رہنے کا صرف ایک ہی مقصد ہونا چاہیے کہ اسلام کی تبلیغ کی جائے۔الفاروقی نے اپنے طالبعلموں کو حمدیٰ عبدالعطی کی کتاب ''اسلام ان فوکس''(Islam in focus)پڑھنے اور اسے استعمال کرنے کی تلقین کی۔اُس کتاب میں عیسائی مشنریوں کے اعتراضات غلط ثابت کرکے اسلام کو ایک پُر امن اور حقیقت پسندانہ مذہب ثابت کیا ہے۔

اسلام اس بات کا بھی اظہار کرتا ہے کہ مذہب انسان کی صرف روحانی اور عقلی ضرورت نہیں بلکہ سماجی اور عالمی ضرورت کا حصہ بھی ہے۔مذہب کا مقصد انسان کو حیران پریشان کرنا نہیں بلکہ اُس کی رہنمائی کرنا ہے۔ مذہب انسان کی روحانی نشو ونما کے لئے اور اسے سچائی اور نیکی کا راستہ دکھانے کے لئے ہے۔

تبدیلیٔ مذہب کا تجزیہ

مذہب تبدیل کرنے والوں کے لئے اسلام کی تعلیم کا علم ضروری ہے مگر بعض لوگ جنہوں نے مذہب تبدیل کیا ان کے لئے ان کا مسلمانوں سے ابتدائی رابطہ بھی بہت اہم تھا جس نے انہیں اسلام کی طرف مائل کیا۔ایسے رابطوں میں دوست، کلاس فیلو، بیوی یا شوہر، دیگر جاننے والے اور ہمسائے شامل ہیں جنہوں نے وقت صرف کر کے اپنے مذہب کی تعلیم اور خوبیوں سے انہیں آگاہ کیا۔اکثر مذہب تبدیل کرنے والوں نے کہا کہ انہیں ان کے مسلمان واقف کاروں کی جس بات نے سب سے زیادہ متاثر کیا وہ اُن کا اپنی زندگیوں میں سکون واطمینان اور مظبوطیٔ ایمان تھا۔بہت سے مذہب تبدیل کرنے والوں کو اسلام کی تعلیم کو جاننے کی جستجو نے اسلام کی طرف مائل کیا گو بعض کا ابتداء میں اسلام قبول کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا مگر بالآخر انہوں نے اسلام قبول کرلیا۔

بعض عورتیں جنہوں نے اپنے واقعات بیان کئے ہیں وہ ایسی تھیں کہ انہوں نے کئی مرتبہ اپنا مذہب تبدیل کیا تھا کیونکہ وہ سچائی کی تلاش میں تھیں۔انہوں نے جب بالآخر اسلام کی تعلیم کا بغور مطالعہ کیا تو مسلمان ہو گئیں۔ایک عورت نے یوں بیان کیا کہ ''میں نے اسلام کو بغیر کسی سوچ سمجھ کے قبول نہیں کیا بلکہ اس مذہب کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد اور اُس میں ہر قسم کا نقص تلاش کرنے اور اُس کی غلطیوں کو جاننے کی کوشش اور ان کے جوابات پانے کے بعد قبول کیا ہے۔ بالآخر اس نتیجہ پر پہنچی کہ یہ ایک خوبصورت مذہب ہے اور اب مجھے مسلمان ہونے پر فخر ہے''۔

("Why did they become Muslim"page 71)

بعض عورتوں نے کہا کہ انہیں اسلام کے ساتھ ایک عقلی تعلق تھا۔گو وہ اپنے مذہب سے مطمئن تھیں مگر انہیں عیسائیت کے ساتھ عقلی طور پر اختلافات تھے۔اکثر نے اس بات کا اظہار کیا کہ عیسائی مذہب میں ان کے لئے عقلی دلائل کی کمی تھی۔جب انہوں نے اسلام کا مطالعہ شروع کیا تو اُن کا ہرگز یہ خیال اور ارادہ نہیں تھا کہ وہ مذہب تبدیل کریں گی۔جیسے جیسے انہوں نے اسلام کی تعلیم کا مطالعہ کیا اور اس کے دلائل کو دیکھا تو اسے قبول کئے بغیر نہ سکیں۔ ایک مذہب تبدیل کرنے والی نے لکھا کہ ''یہ اسلام کی حیرت انگیز منطق اور فہم وفراست ہے جو اُس کی ساری تعلیم پر حاوی ہے جس نے مجھے اسلام قبول کرنے پر مجبور کیا''۔

(Illuminour Choice Page 56)

مذہب تبدیل کرنے والوں کی اکثریت نے قرآنِ کریم کی عقلی اور منطقی برتری سے متاثر ہونے کا اظہار کیا۔ اکثر نے قرآنِ کریم کی فہم وفراست اور دانش مندانہ اور واضح تعلیم سے متاثر ہونے کا ذکر کیا۔بعض نے کہا کہ بائبل کے مقابلہ میں قرآن کو پڑھنا اور سمجھنا زیادہ آسان ہے۔بعض نے اپنے بیان میں کہا کہ انہیں قرآنِ مجید نے ''مسحور'' کر دیا تھا۔بعض دوسروں نے کہا کہ جب پہلی دفعہ انہوں نے قرآن سنا تو انہیں اس کے ساتھ ایک جذباتی لگاؤ محسوس ہوا۔کچھ نے یہ اظہار کیا کہ قرآن میں مذکورہ سائنسی علوم نے انہیں بے حد متاثر کیا۔ ''قرآن مجید میں درج قرآنی علوم نے مجھے بے حد متاثر کیا۔عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ قرآن نے یہ علم بائیبل سے لیا ہے مگر ایسا نہیں ہے۔میں اُس وقت مائکرو بائی آلوجی کی تعلیم حاصل کر رہا تھا جب میں نے دیکھا کہ قرآن میں جنینیات (Embryology) اور اُس طرح دیگر علوم کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے جو میرے لئے بہت متاثر کرنے والی بات تھی''۔ایک اور نے یہ بیان دیا کہ قرآن جنینیات، آسمانوں اور بادلوں کا ذکر کرتا ہے اور اس کے ساتھ جدید سائنسی مضامین کو بیان کرتا ہے۔یہ میرے لئے عقلی طور پر بہت قابلِ قبول ہے''۔

عیسائیت اور اسلام کی تعلیم میں فرق

تبدیلیٔ مذہب میں ایک اہم کردار عیسائیت کی تعلیم کا منفی اثر بھی ہے۔اکثر نے کہا کہ عیسائیت میں دوغلہ پن ہے اور وہ عیسائیت کے جدید رجحانات کو ناپسند کرتے تھے۔وہ عیسائی علماء کو اس بات کا ذمہ دار قرار دیتے ہیں کہ چرچ نے ایک بحران کی سی کیفیت پیدا کردی ہے اور وہ عیسائی نوجوانوں کو دورِ حاضر میں پیش مشکلات کا علاج نہیں کر سکتے۔بعض کے نزدیک اُن کے والدین کے مذاہب یعنی یہودیت اور عیسائیت کو روحانی طور پر زندہ کرنے کی ضرورت ہے۔

بہت سے مذہب تبدیل کرنے والوں نے بتایا کہ انہیں اسلام کی مذہبی تعلیم عیسائیت کے مقابلہ میں بہت اعلیٰ نظر آئی جس نے اُن کے اسلام قبول کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔عیسائیت کی جن باتوں پر اکثر اعتراض ہوتا ہے وہ تجسیمِ عیسیٰ یعنی خدا کی ذات کا حضرت عیسیٰ کے وجود میں ظاہر ہونا ہے۔تثلیث، حضرت عیسیٰ کا خدائی میں شریک ہونا، صلیب کے واقعہ کی کہانی اور گناہ و کفارہ کی حقیقت ایسی باتیں ہیں جو اکثر دانش مند عیسائیوں کے لئے عقلی طور پر قابلِ قبول نہیں۔بہت سے عیسائیوں نے کہا کہ عیسائیت کی مذہبی تعلیم کے بعض امور اُن کے لئے پیچیدہ اور نا قابلِ فہم ہیں۔اُن کے نزدیک اسلام میں خدا تعالیٰ کی وحدانیت کا تصور ان کے لئے زیادہ قابلِ فہم اور مبنی بر عقل ہے اور یہ کہ انہیں اس بات کا احساس رہتا تھا کہ خدا ایک ہی ہوسکتا ہے اور حضرت عیسیٰ کسی طرح بھی خدائی صفات کے حامل نہیں ہوسکتے۔اس لئے بعض عیسائیوں نے کہا کہ جب انہوں نے اسلام کی تعلیم کا مطالعہ کیا تو انہیں اسلام کی تعلیم اپنے خیالات سے ہم آہنگ دکھائی دی اور انہیں ایسا محسوس ہوا کہ جیسے انہیں کھوئی ہوئی متاع حاصل ہوگئی ہو یا یہ وہی تعلیم تھی جو ہمیشہ سے ان کے دل میں موجود تھی۔بعض نے یہ کہا کہ یہ وہی تعلیم تھی جو ہمیشہ سے ان کے اعتقادات وخیالات میں موجود تھی مگر انہیں اس کا پتہ نہیں تھا کہ یہی تو اسلام ہے۔

مذہب تبدیل کرنے والوں کے دوسرے بیانات کے مطابق ان کے عیسائیت کے بارہ میں مختلف سوالات اور شکوک کو کبھی رفع نہیں کیا گیا اور نہ انہیں کوئی اہمیت دی گئی بلکہ ہمیشہ بڑوں نے اس سے پہلو تہی کی اُن کے نزدیک پادریوں کے پاس ان کے سوالات کے جواب موجود ہی نہ تھے اور ہمیشہ کہا گیا کہ ''پہلے ان باتوں پر ایمان لاؤ'' اور اندھا اعتقاد رکھو پھر تمہیں سمجھ آئے گی۔ایک نے کہا کہ ''میں نے عیسائیت کا بہت گہرا مطالعہ کیا مگر ہمیشہ محسوس کیا کہ جو سوالات میرے ذہن میں اٹھتے ہیں ان کا کبھی جواب نہ دیا گیا''۔ایک عورت نے کہا کہ ''میں امریکہ کے شمال مغرب میں پیدا ہوئی اور میرا خواب تھا کہ راہبہ بنوں مگر عیسائیت کی تعلیم کے دوران کیتھولک عیسائیت کے بارہ میں شکوک وشبہات پیدا ہونے شروع ہوگئے اس لئے میں پروٹیسٹنٹ فرقہ کی طرف مائل ہوگئی مگر تثلیث کا مسئلہ میرے لئے بہت بڑی مشکل بن گیا۔میں نے بہت کوشش کی کہ اس بات پر ایمان رکھوں مگر میری عقل اور منطق اُس کے خلاف تھی''۔

اکثر کی رائے یہ ہے کہ عیسائیت کے مقابل پر اسلام کی تعلیم میں منطقی لحاظ سے کوئی کمی نہیں اور نہ کوئی ایسا سوال اٹھتا ہے جس کا جواب موجود نہ ہو۔جو مواد اسلامی لٹریچر میں پایا جاتا ہے وہ عیسائیت کے مقابل پر زیادہ واضح اور صاف اور انسانی دست بُرد سے محفوظ لگتا ہے۔بعض دوسروں کے نزدیک اسلام کا پیغام سادہ اور عالمی بنیادوں پر قائم ہے جب کہ عیسائیت کی تعلیم اس کے بالکل برعکس ہے۔بعض نے یوں اظہار کیا کہ عیسائیت کے نظریات عقلِ انسانی کے منافی ہیں جبکہ اسلام کی تعلیم کو سمجھنے کے لئے ''پہلے ایمان لاؤ'' کی شرط ضروری نہیں۔بعض نے اس بات کا بھی اظہار کیا کہ اسلام قبول کرنے سے اُن کی جان تثلیث کے مخمصوں سے چھوٹ گئی اور خدا کیوں مصلوب ہوا، اس قسم کے سوالوں سے آزادی حاصل ہوگئی۔

قبولِ اسلام کے بعد کی مشکلات

اس مضمون میں اس بات پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے کہ جن عورتوں نے اسلام قبول کیا تو اس کے بعد انہیں کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔اُن میں بعض کو ان کی برادری اور خاندان نے مکمل طور پر قبول کر لیا اور بعض کو بے حد تکلیف دہ حالات میں سے گزرنا پڑا۔ایک عورت نے بتایا کہ اسے اسلام قبول کرنے کی وجہ سے خاوند، بچوں، گھر اور ملازمت سب سے دست بردار ہونا پڑا۔بعض کو بچوں سے جدا ہونا پڑا اور بعض کی شادیاں ختم ہوگئیں۔بعض خاندانوں کے نزدیک ان کی بیٹی کا اسلام قبول کرنا اُن کی اقدار اور کلچر سے غداری کے مترادف سمجھا گیا۔بعض عورتوں نے بتایا کہ اُن کے والدین نے ان سے قطع تعلقی اختیار کر لی اور بعض والدین کو اس بات پر بے حد شرمندگی ہوتی تھی کی اب ان کی بیٹی نے اسلامی طرز کے ڈھیلے ڈھالے لباس پہننا شروع کر دیئے ہیں۔بعض نے بتایا کہ انہیں کئی قسم کی تکالیف کا سامنا کرنا پڑا اور ان کے خاندانوں نے ان سے مکمل قطع تعلقی کر لی۔بعض عورتوں کے خاندانوں نے ان کے اسلام قبول کرنے کو دہشت گردی کی تائید قرار دیا۔ایک عورت نے بیان دیا کہ اس کی ماں نے کہا ''تم میں کیا خرابی پیدا ہوگئی ہے؟ کیا تم اسامہ بن لادن کی محبت میں گرفتار ہوگئی ہو؟ کیا تم اس کی بیوی بننا چاہتی ہو؟''۔بعض نے بتایا کہ ان کے گھر والوں نے ان کے اسلام قبول کرنے کو ایک وقتی جذبہ سمجھا اور خیال کیا کہ بعد میں یہ جوش ٹھنڈا ہو جائے گا۔اکثر گھر والوں کے لئے سب سے مشکل مسئلہ حجاب پہننا تھا۔اس طرح سرِ عام اسلامی طرز کا پردہ قبول کرنا ان کے خاندان والوں، دوستوں اور ہمسایوں کے لئے بہت مشکل امر تھا۔بعض عورتوں کے نزدیک پرانے دوستوں سے جدائی ایک تکلیف دہ امر تھا۔بعض کو اس بات کا طعنہ دیا گیا کہ انہوں نے اسلام صرف اس لئے قبول کیا ہے کہ وہ کسی خاص مسلمان مرد سے شادی کرنے کی خواہاں تھیں۔

اس کے برعکس بعض نے بتایا کہ اُن کا اسلام قبول کرنا ان کے والدین کے لئے کوئی مشکل مرحلہ نہ تھا اور بعض والدین اس بات پر خوش تھے کہ ان کی بیٹی خدا کو پانے کے راستہ پر گامزن ہے۔بعض نے بتلایا کہ ابتداء میں ان کے خاندان بہت ناراحت تھے مگر آہستہ آہستہ انہوں نے اپنی بچیوں کا اسلام قبول کرنا کافی حد تک برداشت کر لیا۔ معدودے چند عورتوں نے اپنے خاندان کے دیگر افراد کو بھی اسلام کی طرف مائل کرلیا۔ایک عورت نے بتایا کہ اس کے توسط سے اس کے خاندان کے اور تیس افراد نے اسلام قبول کرلیا۔ایک عورت نے بتایا کہ قبولِ اسلام کے بعد اس نے اپنے کمرے کو چادر کے ذریعہ دو حصوں میں تقسیم کرلیا اور اپنے خاوند کو بتایا کہ اب وہ اس کے لئے ایک ممنوعہ اجنبی بن چکی ہے۔اس پر خاوند نے شادی کو بچانے کے لئے اسلام قبول کرلیا۔

(باقی آئندہ)

قائم شدہ 1952

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

شریف جیولرز ربوہ

ریلوے روڈ	اقصیٰ روڈ
6214750	6212515
6214760	6215455

پروپرائٹر۔میاں حنیف احمد کامران

Mobile: 0300-7703500

الفضل انٹرنیشنل میں اشتہار دیجئے

احباب کی اطلاع کے لئے الفضل انٹرنیشنل میں اشتہار دینے کے نرخ حسب ذیل ہیں:

Size: 60mm x 60mm	£ 21.15 each
Size: 50mm x 120mm	£ 31.73 each
Size: 90mm x 120mm	£ 52.88 each
Size: 165mm x 120mm	£ 84.60 each

(مینیجر)

نماز جنازہ

سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 21رجنوری 2009ء قبل نماز ظہر مسجد فضل لندن میں **مکرمہ رحمت بی بی صاحبہ (اہلیہ مکرم میاں بشیر احمد صاحب مرحوم آف مچم)** کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

مرحومہ 15 جنوری 2009 کو مختصر علالت کے بعد 95 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔آپ حضرت مولوی حکیم جلال الدین صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صاحبزادی تھیں۔موصیہ تھیں اور پابند صوم وصلوۃ نیز نظام سلسلہ سے محبت کرنے والی بہت ہمدرد خاتون تھیں۔پسماندگان میں پانچ بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔مرحومہ مکرم باؤ لطیف احمد صاحب (کارکن دفتر پرائیویٹ سیکرٹری ربوہ) کی خوش دامن تھیں۔

نماز جنازہ غائب

اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

(1) مکرم چوہدری فضل دین صاحب۔

25 دسمبر 2008 کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔آپ نہایت نیک، پرہیز گار، دعا گو اور خلافت کے ساتھ گہری محبت رکھنے والے متقی انسان تھے۔مرحوم موصی تھے۔بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔آپ مکرم فضل الٰہی صاحب عارف مربی سلسلہ کے والد تھے۔

(2) مکرم چوہدری محمد جمیل تبسم صاحب (آف گوئریالہ ضلع گجرات)

24۔اکتوبر 2008 کو حرکت قلب بند ہونے سے وفات پا گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔آپ کی عمر 63 سال تھی۔مرحوم حضرت چوہدری سلطان عالم صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے تھے۔آپ اپنی جماعت گوئریالہ ضلع گجرات کے صدر کے طور پر خدمت بجالاتے رہے۔نہایت نیک اور مخلص انسان تھے۔پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم رافع احمد تبسم صاحب مربی سلسلہ آج کل آئیوری کوسٹ میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

❁❁❁❁❁❁

سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 17رمارچ 2009ء قبل نماز ظہر مسجد فضل لندن میں **مکرمہ عشرت منان صاحبہ (اہلیہ مکرم عبد المنان صاحب مرحوم)** کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

مرحومہ 12رمارچ 2009 کو 68 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔مرحومہ نیک اور دعا گو خاتون تھیں۔خلافت کے ساتھ والہانہ محبت رکھتی تھیں۔پسماندگان میں تین بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔مرحومہ مکرم عبد الطیف صاحب المعروف بھٹے والا ربوہ کی بہو تھیں۔

نماز جنازہ غائب

اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

(1) مکرمہ زہرا غفور صاحبہ (اہلیہ حضرت مولانا ابوالبشارت عبدالغفور صاحب مرحومؓ۔مبلغ سلسلہ)

مرحومہ 28۔فروری کو واشنگٹن میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔آپ حضرت میاں فضل محمد صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بہو تھیں۔آپ تعلق باللہ میں ایک مثالی وجود تھیں۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عاشق تھیں۔خلفائے احمدیت کے ساتھ والہانہ لگاؤ تھا اور سلسلہ کی خاطر ہر قربانی کے لئے ہر وقت کمر بستہ رہتی تھیں۔ایک دفعہ آپ کے شوہر نے آپ کو سونے کے کڑے بنوا کر دیئے۔آپ نے ابھی انہیں پہنا بھی نہ تھا کہ حضرت مصلح موعودؓ کی طرف سے کوئی تحریک ہوئی تو آپ نے وہ کڑے بلا توقف حضورؓ کی خدمت میں پیش کر دیئے۔اسی طرح منارۃ المسیح کی تعمیر میں بھی مالی قربانی پیش کرنے کی توفیق پائی۔غریبوں کی ہمدرد، تہجد گزار، تلاوت قرآن کریم اور نمازوں کی پابندی کرنے والی نیک خاتون تھیں۔مرحومہ موصیہ تھیں۔آپ کے ایک داماد مکرم ملک محمد اکرم صاحب آج کل گلاسگو میں بطور مبلغ سلسلہ خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(2) مکرمہ زہرہ بی بی صاحبہ (اہلیہ مکرم مولانا عبد المنان شاہد صاحب مرحوم۔مربی سلسلہ)

مرحومہ 16۔فروری 2009 کو کراچی میں وفات پا گئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔آپ نے اپنے واقف زندگی شوہر کے ساتھ ساری زندگی نہایت اخلاص اور سادگی سے گزاری۔مرحومہ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، ہمدرد، با اخلاق اور تقویٰ شعار خاتون تھیں۔مرحومہ موصیہ تھیں۔ بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔آپ مکرم عبد الحلیم شاہد صاحب مربی سلسلہ ضلع کوئٹہ کی والدہ تھیں۔

(3) مکرم عبدالعزیز بھٹی صاحب۔ مرحوم کچھ عرصہ قبل وفات پا گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔تقسیم ہند سے پہلے حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کو باغبانی کا کورس کروایا۔ 1983ء تک تین خلفاء کے ادوار میں سندھ کی زمینوں پر باغبان رہے۔مرحوم تہجد گزار اور پرجوش داعی الی اللہ تھے۔آپ انتھک محنتی، دیانتدار اور مہمان نواز تھے۔خلافت کے ساتھ والہانہ محبت اور اخلاص کا تعلق رکھتے تھے۔اپنی اولاد کو بھی خلافت کے ساتھ چمٹے رہنے کی نصیحت فرماتے۔ واقفین زندگی کے ساتھ نہایت محبت اور احترام سے پیش آتے۔آپ کے دو بیٹے مکرم حافظ عبدالرحمان صاحب اور مکرم حافظ عبدالحئی صاحب مربی سلسلہ ہیں۔مکرم عبدالمؤمن طاہر صاحب انچارج عربک ڈیسک آپ کے داماد ہیں۔

(4) مکرم عبدالرحمان دہلوی صاحب (آف ٹورانٹو۔کینیڈا)

مرحوم 2۔فروری 2009ء کو 99 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت ڈاکٹر عبد الرحیم دہلوی صاحب رضی اللہ عنہ کے بیٹے تھے۔1958 سے 1980 تک صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں خدمت سرانجام دیتے رہے۔ 1982 میں بیٹے کے پاس کینیڈا چلے گئے اور وفات تک وہیں قیام مقیم رہے۔مرحوم پنجوقتہ نمازوں کے پابند، تہجد گزار، دعا گو، نہایت سادہ مزاج، مخلص اور باوفا انسان تھے۔مالی قربانی میں بھی ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔1992 میں اپنی تجہیز و تکفین کے لئے جمع کی ہوئی رقم مسجد بیت الاسلام کی تعمیر کے فنڈ میں دے دی تھی۔آپ صاحب علم اور پرجوش داعی الی اللہ بھی تھے۔مکرم بشیر احمد صاحب آرچرڈ مرحوم آپ کی ہی تبلیغ سے احمدی ہوئے تھے۔

(5) مکرمہ عالم بی بی صاحبہ (اہلیہ مکرم محمد ابراہیم بھامبڑی)

مرحومہ 30۔نومبر 2008 کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔مرحومہ صوم وصلوۃ کی پابند، تقویٰ شعار، ملنسار اور خدمت گزار خاتون تھیں۔ساری زندگی بڑی سادگی اور پروقار طریقہ سے بسر کی۔ایم ٹی اے کے پروگرام بڑی باقاعدگی سے دیکھتی تھیں اور مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔آپ موصیہ تھیں۔بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔

(6) مکرم پروفیسر ڈاکٹر رب نواز مجوکہ صاحب۔

17۔دسمبر 2008ء کو 78 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔آپ باوفا، سلسلہ کا درد رکھنے والے غیرت منداور خلافت کے فدائی وجود تھے۔اپنی جماعت میں لمبا عرصہ تک سیکرٹری مال کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔آپ کو قرآن کریم کی تفسیر پر عبور حاصل تھا اور بہت اچھے مقرر تھے۔جلسہ سالانہ امریکہ میں بھی تقاریر کا موقعہ ملا۔پسماندگان میں اہلیہ محترمہ نعیمہ درد صاحبہ کے علاوہ ایک بیٹی اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(7) مکرمہ سدرہ ارم صاحبہ (بنت مکرم سمیع اللہ بھٹی صاحب)

26۔جنوری 2009 کو 23 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔مرحومہ موصیہ تھیں۔ مخلص، دیندار، خلافت کی اطاعت گذار اور مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی نیک خاتون تھیں۔

(8) مکرمہ فہمیدہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم ماسٹر محمد بشیر صاحب مرحوم)

17۔فروری 2009 کو چند دن بیمار رہنے کے بعد وفات پا گئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔مرحومہ سلسلہ کا درد رکھنے والی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔قریباً پندرہ سال تک اپنے حلقہ کی صدر رہیں اور بخوبی اس ذمہ داری کو نبھاتی رہیں۔موصیہ تھیں۔بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین عمل میں آئی۔پسماندگان میں ایک بیٹی اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔آپ مکرم عبد الرزاق بٹ صاحب مربی سلسلہ کی ہمشیرہ تھیں اور مکرم مرزا حفیظ احمد صاحب (کارکن دفتر امیر صاحب یوکے) کی خالہ تھیں۔

(9) مکرمہ آنسہ مظفر صاحبہ (ابن مکرم شیخ مظفر احمد۔آف اوکاڑہ)

19۔جنوری 2009 کو کار ایکسیڈنٹ میں وفات پا گئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔مرحومہ نیک اور دینی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی مخلص خاتون تھیں۔ 10 سال سے صدر لجنہ اوکاڑہ کے طور پر خدمت سرانجام دے رہی تھیں۔ایک جماعتی میٹنگ کے سلسلہ میں لاہور گئی ہوئی تھیں اور واپسی پر یہ حادثہ پیش آیا۔

(10) مکرم عدنان مسعود لون صاحب (ابن مکرم مسعود احمد لون صاحب آف چونڈہ)

5 نومبر کو دل کا اپریشن ہوا جس سے آپ صحتیاب نہ ہوسکے اور 17 دسمبر 2008 کو بعمر 22 سال وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔موصی تھے۔ بڑے خوش اخلاق، ملنسار اور مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے مخلص نوجوان تھے۔

(11) مکرمہ شمیم اختر صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری افتخار احمد صاحب۔آف ربوہ)

آپ گزشتہ دنوں 52 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔مرحومہ نیک، مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔پسماندگان میں میاں کے علاوہ دو بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔آپ مکرم چوہدری فضل احمد صاحب (افسر خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ) کی ہمشیرہ تھیں۔

(12) مکرمہ امۃ الرشید صاحبہ (بنت مکرم صوفی عبدالقدیر بدوملہوی صاحب درویش قادیان)

5۔فروری 2009ء کو بعارضہ قلب وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔مرحومہ ایک نیک سیرت، مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ آپ موصیہ تھیں۔بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔

(13) مکرم محمد یعقوب صاحب (ابن مکرم لال دین صاحب۔آف مریدکے)

13۔دسمبر 2008 کو 78 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔آپ جماعت سے والہانہ محبت اور اخلاص کا تعلق رکھنے والے نیک انسان تھے۔ جماعتی جلسوں اور پروگراموں میں بڑے ذوق وشوق سے حصہ لیتے اور ہر قسم کی قربانی کے لئے ہمیشہ تیار رہتے تھے۔خدمت خلق کے تحت ہر سال شیخوپورہ کی مسجد میں قادیان جانے والے احباب کے ویزا فارم پر کرنے کی ڈیوٹی بہت شوق اور محنت سے ادا کرتے تھے۔آپ مکرم محمد یوسف شاہد صاحب مربی سلسلہ نظارت اشاعت ربوہ کے والد تھے۔

(14) مکرمہ امۃ المجید صاحبہ (اہلیہ مکرم حاجی منظور احمد صاحب مرحوم)

مکرمہ امۃ المجید صاحبہ 7 فروری 2009ء کو امریکہ میں وفات پا گئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔مرحومہ نیک اور متقی خاتون تھیں۔آپ موصیہ تھیں۔

اللہ تعالیٰ سب مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

❁❁❁❁❁❁

دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کا فون نمبر

احباب کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری لندن سے رابطہ کے لئے درج ذیل فون/فیکس نمبر استعمال کریں۔

Telephone Number: 020 8875 4321

Fax Number: 020 8870 5234

’’میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا‘‘ (الہام)

(SVALBARD) سوال بارد۔ (چھ مہینے دن اور چھ مہینے رات کی سرزمین) میں پیغام اسلام واحمدیت کی تشہیر

(رپورٹ: شاھد محمود کاھلوں۔ مبلغ سلسله ناروے)

زمین کے گلوب پر 81°-74° شمال اور 35°-10° مشرق میں واقع سوال بارد Svalbard کا علاقہ ناروے کی ملکیت شمار ہوتا ہے۔ 63,000 مربع کلومیٹر پر پھیلا ہوا یہ علاقہ دس جزائر پر مشتمل ہے جو برف پوش پہاڑوں سے پُر ہیں۔ ان میں سے سب سے بڑا جزیرہ Longyearbyen یعنی لمبے سال کا شہر کہلاتا ہے۔ اور اس کی آبادی 2175، افراد پر مشتمل ہے جبکہ دوسرے نمبر پر Barentsøya ہے، جہاں 500 کے قریب کان کن آباد ہیں جو کہ سب کے سب رشین ہیں۔ یہ علاقہ کوئلہ اور دوسری معدنیات سے مالا مال ہے۔ یہاں کوئلے کی تقریباً 400 کانیں موجود ہیں۔ یہ جزیرہ گو کہ ناروے کی ملکیت ہے اور سوال بارد (Svalbard) کے گورنر کے ماتحت ہے۔ لیکن یہاں سے کوئلہ نکالنے کا کام اور نظم ونسق چلانے کا کام یہی لوگ کرتے ہیں اور اس لحاظ سے یہ جزیرہ رشین حکومت کے پاس ہے۔ جبکہ باقی جزیروں پر آبادی اس سے بھی کم ہے۔ ایک جزیرہ پر 8 آدمی رہتے ہیں جو ریسرچ کا کام کررہے ہیں اور ایک پر ایک ڈینش فیملی آباد ہے جس میں 4 افراد ہیں (میاں بیوی اور دو بیٹے)۔ جبکہ ایک حیران کن بات یہ بھی ہے کہ ان میں سے ایک جزیرہ ایسا بھی ہے جس پر گزشتہ تیس سال سے صرف ایک شخص آباد ہے۔ حکومت ان کے کھانے پینے کی اشیاء پہنچانے کا انتظام اس طرح کرتی ہے کہ سال میں ایک دفعہ ایک بحری جہاز کے ذریعہ انہیں استعمال کی ضروری چیزیں بہم پہنچائی جاتی ہیں۔ جبکہ کسی بھی مشکل صورتحال سے نمٹنے کے لئے ان کے ساتھ ریڈیو پیغام کے ذریعے رابطہ رہتا ہے۔ یہاں پر یہ بھی ذکر کرتا چلوں کہ Svalbard کا انچارج گورنر کہلاتا ہے اور گورنر صاحب نے اپنی ملاقات میں بتایا کہ وہ سال میں کم ازکم ایک دفعہ ان لوگوں سے ملاقات کے لئے ہیلی کاپٹر کے ذریعہ خود جاتے ہیں۔ یہ علاقہ کوئلے اور دوسری معدنیات سے مالا مال ہے۔ یہاں کوئلے کی تقریباً 400 کانیں موجود ہیں۔ جبکہ مختلف ملکوں نے اپنی ریسرچ لیبارٹریز بھی قائم کررکھی ہیں۔

Svalbard کا علاقہ 1920ء تک بہت سارے ملکوں کا مشترکہ علاقہ شمار کیا جاتا تھا اور یہاں پر کسی قسم کا کوئی قانون نہیں تھا بلکہ آزاد علاقہ تصور کیا جاتا تھا۔ چونکہ یہاں پر مختلف کمپنیوں نے کوئلہ نکالنے کا کام شروع کیا اس لئے اس بات کی ضرورت پیش آئی کہ اسے کسی ملک کی تحویل میں دیا جائے اور یہاں پر کوئی قانون بنایا جائے۔ چنانچہ مشترکہ طور پر بعض شرائط کے ساتھ اسے ناروے کی تحویل میں دے دیا گیا۔ مثلاً ہر وہ شخص جس کے پاس یہاں پر Job اور رہائش کا انتظام ہو وہ یہاں رہ سکتا ہے۔ Svalbard کا علاقہ کئی لحاظ سے لوگوں کی توجہ کا مرکز ہے۔ یہاں Polarbear یعنی سفید ریچھ بھی کثرت سے پایا جاتا ہے۔ جسے دیکھنے کے لئے دُور دُور سے لوگ یہاں کا سفر کرتے ہیں۔ ایک محدود اندازے کے مطابق یہاں اُن کی تعداد 300 ہزار کے قریب ہے۔ یہاں پر سڑک کے کنارے ٹریفک کو کنٹرول کرنے والے دوسرے نشانات تو نظر نہیں آتے کیونکہ کاریں اور گاڑیاں ہی بہت کم ہیں مگر جگہ جگہ آپ کو یہ نشان ضرور نظر آئے گا کہ محتاط رہیں سفید ریچھ آپ پر حملہ کرسکتا ہے۔ اس لئے یہاں باہر نکلتے وقت اپنے ساتھ گن رکھنے کا مشورہ دیا جاتا ہے بلکہ باہر سے آنے والے سیاح یہ گن کرایہ پر بھی حاصل کرسکتے ہیں۔

چونکہ یہ علاقہ قطب شمالی (نارتھ پول) کے بہت قریب ہے اور پولر سرکل سے اُوپر واقع ہے اس لئے گرمیوں میں دن بہت لمبے ہوتے ہیں اور سردیوں میں راتیں بہت لمبی ہوتی ہیں۔ اس لئے اسے چھ مہینے کی رات اور چھ مہینے کے دن کی سرزمین بھی کہا جاتا ہے۔

جہاں بہت سارے سیاح یہاں گرمیوں کے موسم میں Midnight Sun یعنی آدھی رات کا سورج دیکھنے آتے ہیں وہاں بہت سارے سردیوں کے موسم میں یہاں پر سورج اور برقی مقناطیست کی وجہ سے پیدا ہونے والی گہرے سبز رنگ کی روشنیاں جسے ناردرن لائیٹ بھی کہتے ہیں دیکھنے کے لئے ادھر کا رُخ کرتے ہیں۔ یہ لائیٹس سورج کی کرنوں اور پول پر موجود برقی مقناطیست کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں اور فضا میں ناچتی ہوئی یہ لائیٹس دیکھنے والوں پر سحر کا سا اثر کرتی ہیں اور پھر اس پر یہ کہ چونکہ دن بھی پوری طرح اندھیرے میں ڈوبا ہوتا ہے تو یہ دن کو بھی بہت پیاری لگتی ہیں۔ ہم نے یہ سفر یکم جون 2008ء کو کیا۔ سفر کی اصل غرض یہاں پر جماعت احمدیہ کا پیغام پہنچانا تھا۔

جماعت احمدیہ ناروے نے خلافت جوبلی کے سال میں قرآن کریم ودیگر لٹریچر کی نمائش کا جو منصوبہ بنایا تھا اُس کے مطابق ہمیں سال میں کُل 12 نمائشیں لگانا تھیں۔ چنانچہ اس سلسلہ میں خاکسار کے معاون مکرم چوہدری مقصود احمد ورک صاحب کے ذمہ یہ ڈیوٹی لگائی گئی کہ وہ مختلف لائبریریوں سے نمائش لگانے کی اجازت لینے کا کام کریں۔ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کے ان غلاموں کے کاموں میں اس قدر برکت دی کہ پہلے نمائش لگانے کی جو اجازت انتہائی مشکل سے ملا کرتی تھی۔ خلافت جوبلی کے اس سال میں محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی برکت سے یہ کام آسان ہوتا ہوا دکھائی دیا اور ہم نے 12 نمائشیں لگانے کا ہدف صرف تین ماہ میں پورا کرلیا۔ اب کام میں برکت پڑنے کی وجہ سے کام آسان ہوتا نظر آیا تو ہدف بڑھا دیا گیا اور دور کے علاقوں میں بھی نمائش لگانے کی کوشش شروع ہونے لگیں۔ چنانچہ اسی سلسلہ میں Svalbard بھی کوششیں کی گئیں جو یہاں کے میئر کے تعاون سے کامیاب ہوئی۔ چنانچہ اس کے لئے مکرم امیر صاحب کی سربراہی میں ایک وفد تشکیل دیا گیا۔

یہاں پر پہلی دفعہ احمدیت کا پیغام پہنچانے کی سعادت مکرم زرتشت منیر احمد خان صاحب امیر جماعت ناروے، خاکسار چوہدری شاہد محمود کاہلوں مبلغ سلسلہ ناروے اور مکرم چوہدری مقصود احمد ورک صاحب کے حصہ میں آئی۔

اوسلو سے بذریعہ ہوائی جہاز 2 گھنٹے 40 منٹ کی فلائیٹ سے ہم Longyearbyen (لمبے سال کا شہر) پہنچے۔ یہ جزیرہ Svalbard تمام جزائر کی ایڈمنسٹریشن اور نقل وحرکت کی وجہ سے سنٹرل ہے۔......ہم نے یہاں آنے سے پہلے لائبریری میں نمائش لگانے اور ایک تبلیغی سیمینار کرنے کی اجازت کا کام مکمل کرلیا تھا۔

یہاں پہنچنے کے فوراً بعد اگلی صبح یہاں کے میئر Mr. Mork Skell سے ملاقات کی گئی جنہوں نے اپنے آفس میں ہمیں کافی پلائی اور ہم نے انہیں اپنے آنے کے مقصد سے آگاہ کیا اور ان کی خدمت میں نارویجین ترجمہ کے ساتھ قرآن کریم، حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی اور دیگر چند کتب بطور تحفہ پیش کیں جنہیں اُنہوں نے بہت پسند کیا اور شکریہ کے ساتھ قبول کیا۔ لائبریرین سے ملاقات ہوئی اور نمائش لگانے کا جائزہ لیا۔ خدا تعالیٰ نے لائبریرین کے دل کو اس طرح بدلا کہ جو پہلے نمائش کی اجازت دینے کو تیار نہ تھی۔ اُس نے خود ہی ہماری نمائش اور سیمینار کے اشتہار بنا کر دوسروں کو بھیجنے شروع کردیئے اور مختلف جگہوں پر چسپاں کروائے۔ اگلے دن ہم نے نمائش لگانا تھی۔ اور بعض ملاقاتیں کرنا تھیں۔ اس دن صبح سویرے اُٹھ کر یہاں پر موجود اوسلو یونیورسٹی کی جیالوجی کی شاخ کے ڈائریکٹر سے ملاقات کے لئے یونیورسٹی چلے گئے۔ ڈائریکٹر صاحب بہت خوشی سے ملے۔ ان کی خدمت میں بھی مکرم امیر صاحب نے نارویجین ترجمہ کے ساتھ قرآن اور دیگر کتب پیش کیں۔ قرآن کریم لیتے ہوئے انہوں نے کہا اسے میں اپنے آفس میں ایک اچھے ٹیبل پر رکھوں گا۔ یہاں سے فارغ ہوکر چرچ کا رُخ کیا گیا۔ جہاں پادری صاحب ہمارا انتظار کررہے تھے چونکہ ان سے ہم نے پہلے سے وقت طے کررکھا تھا۔ چنانچہ ان کے ساتھ بھی کچھ دیر بیٹھے اور انہیں بھی قرآن کریم اور دیگر کتب تحفے میں پیش کیں۔ اُنہوں نے ہمیں اس دوران اپنا چرچ دکھایا۔

چرچ سے واپسی پر لائبریری کُھل چکی تھی۔ ہم نے ایک بڑے بینر اور قرآن کی پیشگوئیوں پر مشتمل بعض پوسٹرز اور Love for all hatred for none کے بینر سے اس نمائش کو سجایا۔ 2 بجے لائبریرین نے اس کا افتتاح کیا۔ اس موقعہ پر کچھ چاکلیٹس مہمانوں کو پیش کی گئیں۔ شام کے وقت لائبریری سے ملحقہ ہال میں ایک سیمینار رکھا گیا تھا جس میں شامل ہونے کے لئے احباب کو دعوت دی گئی تھی۔ اس سیمینار کی صدارت مکرم امیر صاحب ناروے نے کی اور اس کے بعد خاکسار نے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا تعارف حاضرین کے سامنے پیش کیا اور سوالات کی دعوت دی۔ جملہ حاضرین کے علاوہ محترم kjell Mørk صاحب میئر Long year byen نے بھی اس سیمینار میں شرکت کی اور اس کو سراہا۔ اگلے دن بھی ہماری نمائش پر لوگ تشریف لاتے رہے، لٹریچر حاصل کرتے رہے اور سوالات کا سلسلہ بھی جاری رہا۔

محترم میئر صاحب نے جو ہماری نمائش اور سیمینار سے بہت خوش تھے Long Year Byen کی سیر کی دعوت دی اور خود اپنی گاڑی میں ہمیں سارے شہر کی سیر کروائی جس میں پہاڑ کی چوٹی پر ریڈار اسٹیشن، کوئلے سے پتھر الگ کرنے والی مشینیں، ابتدائی کانکنی کا طریقہ کار اور جیالوجیکل میوزیم شامل تھے۔

اسی دوران بذریعہ بحری جہاز رشین آبادی والے شہر Barentsburg جا کر بعض رشین لوگوں سے ملنے اور ان تک احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام پہنچانے کی توفیق بھی ملی۔ اس شہر میں رشین لوگ آباد ہیں لیکن Svalbard کا حصہ ہونے کی وجہ سے اس کی نگرانی گورنر Svalbard کے ذمہ ہے جو نارویجین ہیں۔

چھوٹا سا یہ وفد 6/جون 2008ء کو دنیا کے انتہائی شمال میں پیغام حق پہنچانے کے بعد واپس اوسلو پہنچا۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کوششوں میں برکت ڈالے اور جلد اس علاقے کو بھی احمدیت کے نور سے منور کردے۔

۞۞۞۞۞

جماعت احمدیہ نائیجیریا کی بعض مساعی کا مختصر تذکرہ

(رپورٹ: عبدالخالق نیر۔ مبلغ انچارج نائیجیریا)

جلسہ یوم مصلح موعودؓ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کی باقی جماعتوں کی طرح نائیجیریا بھر میں 20/فروری کو منایا گیا۔ اس دن حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دئے گئے عظیم الشان نشان کے طور پر منایا گیا۔

نائیجیریا کے 31 سرکٹس میں اجتماعی طور پر اور بعض جماعتوں میں انفرادی طور پر بھی جلسے کئے گئے۔ ان جلسوں میں پیشگوئی مصلح موعودؓ کا پس منظر، پیشگوئی کے الفاظ اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں پیشگوئی کے پورا ہونے کے متعلق تقاریر کی گئیں۔

20/فروری جمعۃ المبارک کا روز تھا اس لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ جمعہ جو اسی موضوع پر تھا اکثر جماعتوں میں سنا گیا اور بعض جماعتوں میں خطبہ جمعہ کا خلاصہ سنایا گیا۔

نومبائعین کے علاقوں میں اور دیہاتوں میں لیکچر کروائے گئے اور پیشگوئی کے موضوع پر کتابچہ انگریزی اور ہاؤسا زبانوں میں شائع کرواکے تقسیم کیا گیا۔

تین ٹی وی سٹیشنوں پر پیشگوئی کے الفاظ پڑھ کر سنائے گئے۔ پڑوسی ممالک کیمرون، چاڈ اور ایکوٹوریل گنی میں بھی جلسہ یوم مصلح موعود منعقد ہوئے۔

ابوجا تربیتی کلاس

مورخہ 6 تا 8 مارچ 2009ء ابوجا میں چار سرکٹس کی تربیتی کلاس منعقد ہوئی۔ اس میں ان سرکٹس کے داعیان الی اللہ اور ائمۃ الصلوٰۃ نے شرکت کی۔ یہ چاروں نومبائعین پر مشتمل ہیں۔ بعض داعیان اور ائمہ چار سو کلومیٹر تک کا سفر کرکے اس کلاس میں شامل ہوئے۔ مرکزی مبلغین اور لوکل معلمین نے اس کلام میں مدد دی۔

اس کلاس میں پانچ تقاریر ہوئیں جن کے عنوان ’’خلافت کی برکات، اطاعت نظام، سچائی اور اختلافی مسائل‘‘ تھے۔ تربیتی امور پر نوٹس تیار کرکے دئے گئے۔ جن میں اطاعت امیر، بدعات، ایمانداری اور شادی بیاہ کے مسائل وغیرہ تھے۔ مجلس سوال وجواب بھی منعقد ہوئیں جن کے جوابات دئے گئے۔ اس کلاس میں کل 23 داعیان الی اللہ شامل ہوئے۔

کلاس کے اختتام پر "Ahmad in Praise of Muhammad" حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات پر مشتمل کتابچہ انگریزی اور ہاؤسا زبانوں میں شائع کرکے تقسیم کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ ہماری اس مساعی میں برکت ڈالے اور ہر لحاظ سے مفید بنائے آمین۔

۞۞۞۞

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TLU.K.

’’الفضل ڈائجسٹ‘‘ کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

حضرت مولوی مہرالدین صاحبؓ

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 29مئی 2007ء میں حضرت مولوی مہرالدین صاحبؓ کا مختصر ذکرخیر تاریخ احمدیت سے منقول ہے۔

حضرت مولوی صاحبؓ کو اگست 1894ء میں بیعت کی سعادت عطا ہوئی۔ آپؓ کی وفات 29مئی 1954ء کو ہوئی۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ضمیمہ رسالہ انجام آتھم میں آپ کو اپنے 313 اصحاب میں شامل فرمایا ہے۔ لالہ موسیٰ میں احمدیت آپؓ کے ذریعہ آئی۔

آپؓ کے قبول احمدیت کا واقعہ یوں ہے کہ آپ لالہ موسیٰ میں گارڈنگ روم میں خانساماں تھے اور جہلم سودا لینے کے لئے جایا کرتے تھے تو حضرت مولوی برہان الدین صاحب جہلمیؓ سے قرآن کریم بھی پڑھ لیا کرتے تھے۔ ایک روز اُن سے حضورؑ کے دعویٰ کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ تم خود جاکر حضرت صاحب کو ملو۔ چنانچہ ایک روز آپ قادیان چلے گئے۔ مغرب کا وقت تھا اور حضورؑ مسجد مبارک کی چھت پر تشریف رکھتے تھے۔ حضرت مولانا حکیم فضل دین صاحب بھیرویؓ نے حضورؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ مہرالدین کی بیعت منظور فرمائیں۔ حضورؑ نے فرمایا ابھی نہیں۔ حکیم صاحب نے اصرار کیا کہ شاید پھر حضور کو فرصت نہ ملے۔ مگر حضور اس پر خاموش رہے۔ مولوی برہان الدین صاحبؓ جو آپ کے آنے سے پہلے ہی قادیان آگئے تھے، انہوں نے کہا کہ حضور جیسا فرماتے ہیں وہی درست ہے۔ چار دن کے بعد آپ واپس چلے گئے۔ اور پھر تین چار ماہ کے بعد قادیان آئے۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ میرے دل میں راستے میں بہت سے شبہات اٹھتے تھے۔ عصر کے وقت میں قادیان پہنچا تو خیال آیا کہ مسجد مبارک جاکر کسی واقف سے بات چیت کروں۔ جب مَیں مسجد میں آیا تو دیکھا کہ حضور کھڑے ہیں۔ میں نے السلام علیکم عرض کیا اور حضور نے مصافحہ کیا اور پیچھے ہٹ کر حضور اپنی جگہ پر بیٹھ گئے اور مجھ سے دریافت کیا کہ آپ کہاں سے آئے ہیں۔ اس وقت میرے راستے کے سارے شبہات مٹ گئے۔ حضورؑ مجھ سے شفقت سے باتیں کرنے لگے۔ اس کے بعد میں نے بیعت کے لئے عرض کی۔ حضورؑ نے فرمایا کہ آپ نے آگے بیعت نہیں کی تھی۔ میں نے عرض کیا کہ حضور نہیں، آپ نے مجھے واپس کردیا تھا۔ حضورؑ نے اسی وقت میری بیعت منظور فرمائی۔

اس کے بعد ایک دفعہ عید کے موقع پر قادیان آیا تو حضورؑ نے فرمایا کہ میرے گاؤں کے لوگوں کو دعوتِ جسمانی دی جائے اور اس کے بعد روحانی دعوت دی جائے اور مولوی محمد احسن امروہویؓ اور مولوی نورالدین صاحبؓ ان کو سمجھانے کیلئے لگائے جائیں۔ میں نے عرض کیا کہ حضور اس کے لئے مولوی محمد احسن امروہویؓ موزوں نہیں ہیں۔ مولوی برہان الدین جہلمیؓ موزوں ہیں کہ وہ پنجابی میں تقریر کرتے ہیں۔ حضورؑ نے میری اس تجویز کو منظور فرمایا۔ اُس روز پچیس آدمیوں نے بیعت کی اس پر حضور بہت خوش ہوئے۔

حضرت ماسٹر محمد علی اظہر صاحبؓ

ماہنامہ ’’خالد‘‘ جون 2007ء میں حضرت ماسٹر محمد علی اظہر صاحب کا ذکرخیر مکرم جاوید اقبال صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

حضرت ماسٹر محمد علی اظہر صاحبؓ ولد مولوی غلام قادر صاحب ملیساں ضلع جالندھر کے رہنے والے تھے۔ 1886ء میں پیدا ہوئے اور اپریل 1906ء میں (جب آپ ضلع جالندھر میں مدرس تھے) اپنے بھائی حضرت محمد اسماعیل معتبر صاحبؓ کے ہمراہ بیعت کی توفیق پائی۔ پھر ہجرت کرکے قادیان ہی آگئے اور تعلیم الاسلام ہائی سکول میں اُستاد مقرر ہوئے۔ کئی روایات آپؓ نے بیان فرمائی ہیں۔

آپؓ بیان فرماتے ہیں کہ 1906ء کا جلسہ سالانہ مسجد اقصیٰ میں ہوا تھا جس کا صحن بھرتی ڈال کر بہت وسیع کرلیا گیا تھا۔ مسجد کے ایک کونے پر کسی ہندو برہمن کا ایک کچا مکان تھا۔ جگہ کی تنگی کی وجہ سے کچھ دوست اس مکان کی چھت پر بھی نماز کے لئے کھڑے ہوگئے۔ اس پر صاحب مکان نے حضرت اقدسؑ اور جماعت کو گالیاں دینا شروع کیں۔ حضورؑ نے نماز سے فارغ ہوتے ہی جماعت کو صبر کی تلقین کی اور اس چھت پر جانے سے منع فرمایا۔ مزید احتیاط کے لئے منڈیر پر اونچی دیوار بنوادی گئی۔ کچھ عرصہ کے بعد تار کا جنگلا بھی لگادیا گیا۔ آخر وہ مکان برباد ہوا اور مالکوں کو فروخت کرنا پڑا۔ اب وہ مسجد اقصیٰ کا ایک جزو ہے۔

حضرت ماسٹر صاحبؓ کی وفات یکم نومبر 1962ء کو راولپنڈی میں ہوئی۔ تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔ آپؓ کے پانچ لڑکے اور تین لڑکیاں تھیں۔

ڈاکٹر ایڈورڈ جینر

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 14مئی 2007ء میں چیچک کے ٹیکہ کے موجد ڈاکٹر ایڈورڈ جینر (Dr. Edward Jenner) کے بارہ میں مضمون شامل اشاعت ہے جو مائیکل ایچ ہارٹ کی کتاب ’’تاریخ انسانی کے 100 سب سے زیادہ بااثر افراد‘‘ میں سے لیا گیا ہے۔ ماہنامہ ’’تشحیذالاذہان‘‘ ربوہ جنوری 2007ء میں بھی ڈاکٹر ایڈورڈ جینر کے بارہ میں مکرم رؤوف احمد طارق صاحب کا مضمون شائع ہوا ہے۔

چیچک کی وبا بہت پرانی ہے۔ اندازہ ہے کہ وبائی صورت میں اس کا آغاز 540ء سے ہوا۔ 569ء میں یہ وبا قسطنطنیہ پہنچی اور دسویں صدی عیسوی تک ایشیا کے تمام ممالک میں عام ہوچکی تھی اور طبیب اس کے علاج سے عاجز تھے۔ اسی زمانہ میں عالم اسلام کے مشہور طبیب ابوبکر محمد بن زکریا رازی نے اس مرض کا کامیاب علاج تجویز کیا اور اس مرض پر ایک مفصل کتاب تحریر کی۔ تاہم ابھی تک کسی ایسے طریقہ کی ضرورت موجود تھی جس سے مرض کو پیدا ہونے سے پہلے ہی کنٹرول کیا جاسکے۔

18ویں صدی میں یورپ میں یہ وبا بڑی تیزی سے پھیلی اور ایک محتاط اندازے کے مطابق سو سال کے عرصے میں تقریباً 6 کروڑ افراد چیچک میں مبتلا ہوکر مرگئے۔ پھر تھوڑے تھوڑے عرصہ کے بعد یہ وبا نمودار ہوتی تھی اور گنجان اور گندے شہروں میں خوفناک آگ کی طرح پھیل جاتی تھی۔

ایڈورڈ جینر 17 مئی 1794ء کو انگلستان کے چھوٹے سے قصبے میں پیدا ہوا۔ اُس کا باپ پادری تھا۔ ایڈورڈ کو گاؤں کی زندگی بہت پسند تھی اور اُسے قدرتی چیزوں سے بڑی محبت تھی۔ وہ ہر جنگلی پھول، جھاڑی اور درخت کا نام جانتا تھا اور وہ پرندوں کی آواز سُن کر پرندہ کا نام بتادیتا تھا۔ جب وہ بڑا ہوا تو شاعری کرنے لگا مگر اُس کا باپ اُسے ڈاکٹر بنانا چاہتا تھا۔ اُس نے بیٹے کو تعلیم کے لئے برسٹل شہر کے ایک ڈاکٹر کے پاس بھیج دیا۔ ایک دن وہ چیچک کی بیماری کا حال پڑھ رہا تھا کہ اُسے اپنے گاؤں میں بڑے بوڑھوں کی ایک بات یاد آگئی کہ اگر کسی کو گائے کے تھن میں ہونے والی (گئوتھن سیتلا) چیچک لگ جائے تو پھر اُسے چیچک کبھی نہیں ہوسکتی۔ اُس نے سوچا کہ اس بات میں کچھ سچائی ضرور ہوگی چنانچہ اُس نے اپنے استادوں اور شہر کے ڈاکٹروں سے پوچھا لیکن کوئی اُس کی تسلّی نہ کراسکا۔ پھر وہ لندن چلا گیا اور ڈاکٹر جان ہنٹر کی نگرانی میں اپنی تعلیم مکمل کرنے لگا۔ یہاں اُسے پتہ چلا کہ ایشیا کے بعض ملکوں میں لوگ چیچک سے بچنے کیلئے چیچک کا تھوڑا سا مواد اپنے خون میں داخل کرلیتے ہیں۔ اِس طرح اُنہیں چیچک نکلتی تو ہے مگر بہت ہلکی سی۔ اُسے یقین ہوگیا کہ چیچک کا مواد ہی انسان کو چیچک سے بچاسکتا ہے۔

ایڈورڈ جینر نے ڈاکٹری کا امتحان پاس کرلیا تو جان ہنٹر نے اُسے مشورہ دیا کہ اگر تم لوگوں کی خدمت کرنا چاہتے ہو تو اپنے گاؤں میں اپنا مطب کھولو اور وہاں چیچک کے تجربے بھی کرتے رہو۔ ایڈورڈ نے ایسا ہی کیا اور بیس سال کا لمبا عرصہ تجربات کرتے ہوئے گزار دیا۔ آخر چیچک کا ٹیکہ تیار ہوگیا جسے اُس نے ایک آٹھ سالہ بہادر بچے جیمس فِپس پر آزمایا۔ اُس نے پہلے تو اس لڑکے کو گوتھن سیتلا کے مواد کا ٹیکہ 14 مئی 1796ء کو دیا۔ پھر ڈیڑھ ماہ بعد چیچک کے مواد کا ٹیکہ دیا۔ ڈاکٹر جینر کے اِن تجربوں پر بڑا شور مچا کہ ڈاکٹر جینر ایک معصوم بچے کی زندگی سے کھیل رہا ہے وغیرہ۔ تاہم اُس نے تجربات جاری رکھے اور اب ایک ایسے آدمی کو چیچک کے مواد کا ٹیکہ دیا جس کو اِس سے پہلے گوتھن سیتلا کے مواد کا ٹیکہ نہیں دیا گیا تھا۔ اِس آدمی کو چیچک نکل آئی۔ ڈاکٹر جینر کا تجربہ کامیاب رہا تھا۔ برطانوی پارلیمنٹ نے ڈاکٹر جینر کو بیس ہزار پاؤنڈ کا انعام اور نائٹ کا خطاب دیا۔ آکسفورڈ یونیورسٹی نے اُسے ڈاکٹری کی اعزازی ڈگری عطا کی۔ روس کے بادشاہ نے اُسے سونے کی انگوٹھی بھیجی۔ فرانس کے بادشاہ نپولین نے اُسے تعریف کا خط لکھا اور امریکہ سے بہت سے لوگ ڈاکٹر جینر کی شکل دیکھنے برطانیہ آئے۔ بعد میں ایک بار نپولین سے ڈاکٹر جینر نے انگریز قیدیوں کی رہائی کی درخواست کی تو نپولین بولا: ڈاکٹر جینر نے دنیا والوں پر بڑا احسان کیا ہے۔ اُس کی بات ٹالی نہیں جاسکتی۔ دوسرے دن انگریز قیدی رہا کردیئے گئے۔

ڈاکٹر جینر کو اپنا نسخہ پوشیدہ رکھنے کا مشورہ بھی ملا لیکن اُس نے جواب دیا کہ مَیں ڈاکٹر ہوں، سوداگر نہیں ہوں۔ چنانچہ اُس نے یہ نسخہ اخباروں میں چھاپ دیا۔ اُس وقت ڈاکٹر جینر کی عمر 49 سال تھی۔

ڈاکٹر جینر کے پاس دولت بھی تھی اور شہرت بھی۔ مگر اُنہوں نے دیہات میں اپنا مطب نہیں چھوڑا۔ جو لوگ اُنہیں لندن جاکر پریکٹس کرنے کا مشورہ دیتے تو جواب ہوتا کہ لندن میں سینکڑوں ڈاکٹر موجود ہیں لیکن میرے قصبے میں تو کوئی دوسرا ڈاکٹر نہیں ہے جو میرے بعد غریبوں کا علاج کرسکے۔

ڈاکٹر جینر کو اپنے بیوی بچوں سے بڑی محبت تھی اُن کی بیوی اُسی علاقے کی رہنے والی تھیں اور اپنے شوہر کی مانند دیہاتی زندگی کو بہت پسند کرتی تھیں۔ ڈاکٹر جینر کو اپنی بیوی سے اتنا پیار تھا کہ اگر وہ ایک دن کے لئے بھی کسی کام سے لندن جاتے تو اُن کو ضرور ساتھ لے جاتے۔ آخری عمر میں ڈاکٹر جینر کو کئی صدمے برداشت کرنے پڑے۔ پہلے اُن کا بیٹا مرا، اور پھر اُن کی بیوی کا انتقال ہوگیا۔ بیوی کی موت نے اُن کا دل توڑ دیا اور وہ پھر اپنے گاؤں سے باہر نہ نکلے۔ وہ کہا کرتے تھے یہاں کے ہر درخت، ہر جھاڑی اور ہر پھول سے مجھے اپنی بیوی کی خوشبو آتی ہے۔

چند سال بعد 24جنوری 1823ء کو انسانیت کے اس عظیم محسن کا انتقال ہوگیا۔

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 16جون 2007ء میں ’’خوش بخت جاں نثار‘‘ کے عنوان سے حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کے وصال پر کہی گئی مکرم عطاء المجیب راشد صاحب کی نظم شامل اشاعت ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

باغِ احمد کا گل عِذار گیا
قوم کا ایک شہسوار گیا

بن گیا قادیان شہرِ ملال
شہر کا ایک شہر یار گیا

ہر خلیفہ کا دستِ راست رہا
اور خلافت پہ جان وار گیا

کر کے الدّار کی نگہبانی
کامیاب ایک پہریدار گیا

قابلِ رشک اس کی درویشی
زندگی عجز سے گزار گیا

ہر کسی کو گلے لگاتا تھا
غم کے ماروں کا غمگسار گیا

جو بھی آیا مسیح کا مہماں
لطف سے اس کے زیر بار گیا

اس کی رحلت پہ ہر زباں پر تھا
کیسا خوش بخت جاں نثار گیا

بر زبانِ حضور ذکر اس کا
ہے گواہی کہ کامگار گیا

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

17th April 2009 – 23rd April 2009

Please Note that programme and timings may change without prior notice All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 17th April 2009

00:00	MTA World News
00:10	Tilawat & MTA News
00:55	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 2nd December 1997.
02:00	Al Maaidah: a culinary programme.
02:15	Dars-e-Malfoozat
03:00	MTA World News
03:00	Tarjamatul Quran Class: class no. 262, recorded on 11th August 1998.
04:00	Huzoor's Tours: A programme documenting Huzoor's visit to Benin, West Africa.
05:00	Khilafat Centenary Moshaairah: an evening of poetry in honour of the Khilafat Centenary.
06:05	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00	Children's class with Huzoor.
08:00	Siraiki Service: a Siraiki discussion programme on the life and character of the Holy Prophet (saw).
09:00	Urdu Mulaqa'at: a question and answer session with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking friends. Recorded on 13th October 1995.
10:00	Indonesian Service
10:55	Seerat Sahaba Rasool (saw)
12:00	Live Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V from Baitul Futuh, London.
13:10	Tilawat & MTA News
13:55	Dars-e-Hadith
14:05	Bengali Reply to Allegations: a Bengali discussion programme replying to various allegations made against the Ahmadiyya Jama'at.
15:10	Seerat Sahaba Rasool (saw) [R]
16:00	Friday Sermon [R]
17:10	Interview: An interview with Abdus Sami Khan, a former Head teacher, hosted by Fareed Ahmad Nasir.
18:00	MTA World News
18:15	Le Francais c'est Facile: lesson no. 45.
18:30	Arabic Service: Arabic discussion programme about the true concepts of Islam, hosted by Muhammad Sharif.
20:35	MTA International News
21:10	Friday Sermon [R]
22:20	Attributes of Allah: a discussion programme on the topic of 'Al-Aziz'.
22:55	Urdu Mulaqa'at [R]

Saturday 18th April 2009

00:00	MTA World News
00:15	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
01:15	Le Francais c'est Facile: lesson no. 45
01:40	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests.
03:00	MTA World News
03:05	Friday Sermon: rec. on 17th April 2009.
04:20	Attributes of Allah
04:55	Persecution: an Urdu discussion programme about the persecution of Ahmadi Muslims around the world. Hosted by Asif Basit.
06:00	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 21st October 1995, part 2.
08:05	Ashab-e-Ahmad
08:45	Friday Sermon, recorded on 17th April 2009.
09:50	Indonesian Service
10:45	French Service
11:50	Tilawat
12:05	Persecution
13:05	Bangla Shomprochar
14:05	Intikhab-e-Sukhan: poem request programme
15:05	Jamia Ahmadiyya UK class with Huzoor, recorded on 10th January 2009.
16:20	Ashab-e-Ahmad
17:00	Question and Answer Session [R]
18:00	MTA World News
18:10	Dars-e-Hadith
18:30	Arabic Service
20:35	MTA International News
21:05	Class Jamia Ahmadiyya UK [R]
22:05	Persecution [R]
23:00	Friday Sermon [R]

Sunday 19th April 2009

00:00	MTA World News
00:30	Tilawat & Dars-e-Hadith
01:20	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 9th December 1997.
02:20	Ashab-e-Ahmad
03:00	MTA World News
03:25	Friday Sermon
04:25	Intikhab-e-Sukhan: poem request programme
05:30	Toowoomba Flower Carnival
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Learning Arabic: lesson no. 14.
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) class with Huzoor. Recorded on 18th April 2009.
08:15	Canada Independence Day 2005
08:50	Pakistan National Assembly 1974
10:00	Indonesian Service
11:00	Spanish Service: Spanish translation of Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, on 26th January 2007.
12:05	Tilawat
12:20	Learning Arabic: lesson no. 14
13:00	Bangla Shomprochar
14:00	Friday Sermon: recorded on 17th April 2009.
15:05	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class with Huzoor, recorded on 19th April 2009.
16:20	Canada Independence Day 2005 [R]
16:55	Pakistan National Assembly 1974 [R]
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service
20:35	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class [R]
21:50	Friday Sermon: recorded on 17th April 2009. [R]
22:55	Pakistan National Assembly 1974 [R]

Monday 20th April 2009

00:00	MTA World News
00:10	Tilawat & MTA News
00:55	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 10th December 1997.
02:00	Friday Sermon: rec. on. 17th April 2009.
03:00	MTA World News
03:15	Question and Answer Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking friends. Recorded on 22nd May 1984.
04:00	Pakistan National Assembly 1974: Urdu discussion programme hosted by Maulana Dost Muhammad Shahid.
05:00	Seerat-un-Nabi (saw)
06:00	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:05	Jamia Ahmadiyya UK class with Huzoor recorded on 17th March 2007.
08:10	Le Francais C'est Facile: Lesson no. 34.
08:40	French service with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and French speaking friends. Recorded on 24th November 1997.
09:45	Indonesian Service: translation of Friday Sermon recorded on 27th February 2009.
10:55	Khilafat Jubilee Quiz
11:25	Medical Matters
12:00	Tilawat & MTA News
12:50	Bangla Shomprochar
13:50	Friday Sermon: rec. on 9th May 2008.
14:55	Khilafat Jubilee Quiz [R]
15:20	Medical Matters
15:55	Jamia Ahmadiyya UK class [R]
16:55	French Mulaqa'at: Recorded on 24th November 1997 [R]
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service
19:15	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 11th December 1997.
20:25	Medical Matters
21:00	MTA International News
21:30	Jamia Ahmadiyya UK Class [R]
22:30	Friday Sermon [R]
23:30	Khilafat Jubilee Quiz [R]

Tuesday 21st April 2009

00:00	MTA World News
00:15	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:10	Le Francais c'est Facile: lesson no. 34
01:35	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 11th December 1997.
03:00	MTA World News
03:00	Friday Sermon: Recorded on 9th May 2008.
03:50	French service with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and French speaking friends. Recorded on 24th November 1997.
04:55	Medical Matters
05:30	Khilafat Jubilee Quiz
06:00	Tilawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:05	Children's Class with Huzoor.
08:15	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 23rd May 1984.
09:00	Our Life: an English discussion programme hosted by Dr Muhammad Iqbal.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon [R]
12:00	Tilawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
13:00	Bangla Shomprochar
14:00	Lajna Imaillah UK Ijtema: Concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 2nd November 2005.
15:00	Children's Class [R]
16:10	Our Life [R]
17:15	Question and Answer Session [R]
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service
19:25	Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon, recorded on 17th April 2009.
20:25	MTA International News
21:00	Children's Class [R]
22:05	Lajna Imaillah UK Ijtema [R]
22:55	Intikhab-e-Sukhan: Poem request programme

Wednesday 22nd April 2009

00:00	MTA World News
00:15	Tilawat & MTA News
01:00	Learning Arabic: lesson no. 8.
01:30	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 16th December 1997.
02:35	Our Life
03:35	Question and Answer Session
04:05	Intikhab-e-Sukhan: poem request programme
05:10	Lajna Imaillah UK Ijtema
06:05	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:05	Jamia Ahmadiyya UK Class with Huzoor, recorded on 10th January 2009.
08:05	Homeopathic Philosophy: An Urdu seminar
09:15	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 28th May 1984.
10:05	Indonesian Service
11:00	Swahili Muzakarah
12:00	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:00	Bangla Shomprochar
14:00	From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 3rd May 1985.
15:35	Jalsa Salana Speeches
15:55	Jamia Ahmadiyya UK Class with Huzoor, recorded on 10th January 2009 [R]
16:55	Question and Answer Session [R]
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service
19:30	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 17th December 1997.
20:25	MTA International News
20:55	Jamia Ahmadiyya UK Class [R]
21:55	Jalsa Salana Speeches [R]
22:15	Homeopathic Philosophy [R]
22:40	[illegible]

Thursday 23rd April 2009

00:00	MTA World News
00:10	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:35	Shamail-e-Nabwi
01:00	Hamaari Kaenaat: a programme about the universe.
01:30	Liqaa Ma'al Arab: rec. on 17th December 1997
02:10	Homeopathic Philosophy
03:00	MTA World News
03:15	From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 3rd May 1985.
04:55	Toowoomba Flower Carnival
05:30	Jalsa Salana Speeches
06:05	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:35	Al Maaidah: a cookery programme hosted by Nafees Ahmed Ateeq.
06:50	Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) class with Huzoor, recorded on 8th April 2007.
07:50	English Mulaqa'at: A question and answer session with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 12th June 1994.
09:00	Huzoor's Tours: programme featuring Huzoor's visit to Benin, West Africa.
10:00	Indonesian Service
11:00	Khilafat Centenary Exhibition
11:35	Pushto Service
12:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
12:40	Al Maaidah
13:00	Bangla Shomprochar
14:20	Tarjamatul Qur'an Class: An in-depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Class no. 263, recorded on 12th August 1998.
15:30	Huzoor's Tours [R]
16:30	English Mulaqa'at [R]
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service
20:35	Tarjamatul Qur'an Class [R]
21:40	Khilafat Jubilee Moshaairah
22:40	Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) class [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT)

Al Fazl International Weekly, London

22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 16 | Friday 10 April, 2009 | Issue No. 15

صدسالہ خلافت جوبلی 2008ء کے سلسلہ میں

تنزانیہ کے Mtwara اور Lindi ریجنز میں خلافت جوبلی جلسوں کا بابرکت انعقاد

(رپورٹ :محمد افضل بھٹی۔ مبلغ سلسلہ موروگورو۔ تنزانیہ)

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جماعت احمدیہ عالمگیر خلافت احمدیہ کے سوسال پورا ہونے پر جلسہ ہائے خلافت منعقد کر رہی ہے۔ اسی سلسلہ میں تنزانیہ کے Mtwara اور Lindi ریجنز کی مختلف جماعتوں میں جلسے منعقد ہوئے جن کی مختصر رپورٹ بغرض دعا ہدیۂ قارئین ہے۔

جماعت Mewala

مورخہ 4/جولائی 2008ء بروز جمعۃ المبارک نماز جمعہ اور عصر کے بعد دو بجے جلسہ کا آغاز مسجد میوالا میں ہوا۔ احباب جماعت صبح سے ہی مشن ہاؤس میں جمع ہونے شروع ہوگئے تھے۔ ایک بکرا ذبح کیا گیا۔ مشن ہاؤس اور مسجد کی صفائی کی گئی ۔ مسجد اور ملحقہ علاقہ کو خوبصورت جھنڈیوں سے سجایا گیا۔

تلاوت ونظم کے بعد چار تقاریر ہوئیں۔ معلم اشرف عثمان، معلم حسین مروبے، معلم Nyenje اور خاکسار نے تقاریر کیں۔ سب احباب کو کھانا پیش کیا گیا اور بچوں میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ جلسہ کی کل حاضری 93 تھی جن میں سے 67 احمدی احباب اور 26 غیر از جماعت مہمان تھے۔ علاقہ کے چیف نے بھی شرکت کی۔

جماعت Mcholi

مورخہ 5/جولائی بروز ہفتہ دوپہر ساڑھے دس بجے مسجد Mcholi میں جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ نظم کے بعد مہمانوں کو خوش آمدید کہا گیا۔ اس کے بعد خلافت کے موضوع پر چار تقاریر ہوئیں۔ معلم حلقہ حسن مروبے اور مہمان معلم اشرف عثمانی اور معلم Nyenje کے علاوہ خاکسار نے بھی تقاریر کیں۔ ساڑھے تین بجے نماز ظہر وعصر کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔ جلسہ کی حاضری 111 رہی جن میں 73 غیر از جماعت اور مہمان تھے۔ گاؤں کے چیئرمین اور بعض افسروں نے بھی شرکت کی۔

جماعت Liwale

مورخہ 4 جولائی بروز جمعہ جلسہ رکھا گیا۔ کافی دور دراز علاقہ میں یہاں تین گھرانوں پر مشتمل چھوٹی سی جماعت ہے۔ گزشتہ سال یہاں مشن کھولا گیا تھا۔ جلسہ کے لئے دو معلمین دوسرے مشنوں سے شامل ہوئے۔ جمعہ کے بعد جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ جنرل سیکرٹری صاحب نے سب مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔ بعدازاں خلافت کے موضوع پر تین تقاریر ہوئیں۔ شام چھ بجے جلسہ ختم ہوا۔ آخر پر سوال وجواب کی مجلس ہوئی۔ جلسہ کی کل حاضری 34 تھی جن میں 19 مہمان شامل تھے۔

جماعت Rondo

مورخہ 4/جولائی 2008ء بروز جمعۃ المبارک جلسہ کا پروگرام تھا۔ Lindi سے دو معلمین جلسہ کے لئے پہنچ گئے۔ جمعہ کے بعد جلسہ کا آغاز ہوا۔ تلاوت ونظم کے بعد تین تقاریر خلافت کے موضوع پر ہوئیں۔ صدر صاحب جماعت مکرم سعید عثمان صاحب اور معلم مگالو اور معلم نمیسی نے تقاریر کیں۔ اور آخر پر مہمانوں کے سوالات کے جوابات دئے۔ ساڑھے پانچ بجے جلسہ کا اختتام ہوا۔ جلسہ کی حاضری 132 تھی جن میں 120 مہمان جن میں سے ایک امام مسجد بھی تھے شامل ہوئے۔

جماعت Dinembo

مورخہ 6 جولائی بروز اتوار جلسہ کا پروگرام ہوا۔ ساڑھے چار بجے صبح نماز تہجد ادا کی گئی جس میں کثرت سے احباب شامل ہوئے۔ نماز فجر کے بعد درس دیا گیا اور ایک عدد بکرا ذبح کیا گیا۔ مسجد کے ساتھ کھلی جگہ پر جلسہ کا اہتمام تھا۔ دس بجے کے بعد جلسہ کا آغاز ہوا۔ تلاوت ونظم کے بعد چار تقاریر ہوئیں جن کا موضوع خلافت تھا۔ معلم مصطفیٰ مامبو، معلم مرتضیٰ جعفر اور معلم محی الدین نے خلافت کے موضوع پر تقاریر کیں حلقہ کے معلمین اور مبلغ سلسلہ نے تقاریر کیں اور مہمانوں کے سوالات کے جوابات دئے گئے ۔ نماز ظہر وعصر کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔ اس گاؤں کے ایک مخالف مُلّاں نے سارے گاؤں میں پھر کر لوگوں کو جلسہ میں شامل ہونے سے منع کیا۔ مگر اللہ کے فضل سے اس کے باوجود 127 مہمان نے جلسہ میں شرکت کی جن میں گاؤں کے چیئرمین اور سنی امام اور ہائی سکول کے اساتذہ اور سیاسی پارٹی کے سیکرٹری بھی شامل تھے۔ جلسہ کی کل حاضری 224 تھی۔

جماعت Kiegei

مورخہ 6 جولائی 2008ء دوپہر دس بجے جلسہ کا آغاز ہوا۔ صبح نماز تہجد باجماعت ادا کی گئی۔ مشن سے تقریباً 120 کلومیٹر دور چھ گھرانوں پر مشتمل جماعت ہے۔ تین معلم جلسہ کے لئے ایک دن پہلے پہنچ گئے تھے۔ غیر از جماعت لوگوں نے بھی اس جلسہ کے انتظام میں حصہ لیا۔ کافی افراد سائیکلوں پر اور پیدل سفر کر کے شامل ہوئے۔ تلاوت ونظم کے بعد معلم اشرف عثمان، معلم حسن مروبے، معلم Nyenje اور خاکسار نے خلافت کے موضوع پر تقاریر کیں۔ اور مہمانوں کے سوالات کے جواب دئے۔ نماز ظہر وعصر کے بعد تین بجے جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ کل حاضری 110 رہی جن میں سے 77 مہمان تھے۔ مہمانوں میں گاؤں کے امام اور سیاسی پارٹی کے سیکرٹری بھی شامل ہوئے۔

جماعت Tandahimba

مورخہ 7/جولائی 2008ء بروز پیر ساڑھے دس بجے مشن ہاؤس کے سامنے والی کھلی جگہ پر جلسہ کا آغاز ہوا۔ خواتین کے لئے مشن ہاؤس کی پچھلی طرف انتظام تھا۔ آواز کے لئے لاؤڈ سپیکر استعمال کیا گیا۔ قریبی جماعت Mndubwe کے لئے بھی یہ مشترکہ جلسہ تھا وہاں سے بھی کافی احباب پیدل اور سائیکلوں پر پہنچے۔ تلاوت ونظم کے بعد معلم اشرف عثمان، معلم حسن مروبے، معلم Njenje اور خاکسار نے تقاریر کیں۔ نماز ظہر وعصر کے بعد خدام نے کھیلوں میں شرکت کی۔ جیتنے والی ٹیموں کو انعام بھی دئے گئے۔ جلسہ کی کل حاضری 158 تھی جن میں 88 مہمان تھے۔ مہمانوں میں گاؤں کے چیئرمین، گاؤں کے امام اور محکمہ جنگلات کے آفیسر شامل تھے۔

جماعت Mitondi

مورخہ 8/جولائی 2008ء بروز منگل دوپہر گیارہ بجے جلسہ کا آغاز ہوا۔ قریبی جماعت Mivanga کا بھی یہ مشترکہ جلسہ تھا ۔ وہاں سے بھی احباب پیدل اور سائیکلوں پر شامل ہوئے۔ تلاوت ونظم کے بعد خلافت کے موضوع پر تقاریر ہوئیں۔ معلم Njenje ، معلم اشرف عثمان اور معلم حسن مربوے نے تقاریر کیں اور مہمانوں کے سوالات کے جواب دئے۔ مہمانوں میں لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ کل حاضری 88 تھی جن میں 37 مہمان شامل ہوئے جن میں گاؤں کے ایگزیکٹو افسر بھی شامل تھے۔

جماعت Chitowe

مورخہ 10/جولائی 2008ء بروز جمعرات دوپہر دس بجے صدر جماعت مکرم محمد بکری کے گھر کے سامنے جلسہ ہوا۔ جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کے بعد خلافت کے موضوع پر تقاریر ہوئیں۔ بعد میں مہانوں کے سوالات کے جوابات دئے گئے۔ کل حاضری 26 تھی جن میں سے پانچ مہمان تھے۔

جماعت Mmeda

مورخہ 11/جولائی 2008ء بروز جمعہ دو بجے دوپہر جلسہ کا پروگرام تھا۔ صبح نماز تہجد باجماعت ادا کی گئی اور ایک بکرا ذبح کیا گیا۔ ساری جماعت نے مسجد اور احاطہ کو خوب صاف کیا اور سجایا۔ جلسہ کے لئے تلاوت ونظم کے بعد معلم سعدی حمیدی، معلم شعبان پُولُویا اور معلم Nyenje نے خلافت کے موضوع پر تقاریر کیں ۔ اور سوالا ت کے جوابات دئے ۔ قریبی جماعت Litehu سے بھی احباب جماعت اسی جلسہ میں شامل ہوئے۔ پانچ بجے جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ کل حاضری 182 تھی جن میں 93 مہمان تھے۔

جماعت Mitonji

11/جولائی کو ہی شام کے وقت صدر جماعت کے گھر کے سامنے جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت ونظم کے بعد معلم مصطفیٰ مامبو، معلم حسن مروبے اور معلم مرتضیٰ جعفر نے خلافت کے موضوع پر تقاریر کیں۔ اور مہمانوں کے سوالا ت کے جوابات دئے۔ جلسہ کی حاضری 100 سے زائد تھی اور 70 مہمان بھی شامل ہوئے۔

جماعت Lulindi

12/جولائی 2008ء بروز ہفتہ دوپہر دس بجے جنرل سیکرٹری صاحب کے گھر کے سامنے جلسہ ہوا۔ تلاوت ونظم کے بعد معلمین نے خلافت کے موضوع پر تقاریر کیں اور مہمانوں کے سوالات کے جواب دئے۔ کل حاضری 90 تھی جن میں سے 78 مہمان شامل ہوئے۔ مہمانوں میں گاؤں کے چیئرمین، چیف قبیلہ Bonamilo، پرائمری سکول کے ہیڈ ماسٹر ممبر آف کونسل، چرچ کے پادری، حکومتی سیاسی پارٹی کے سیکرٹری شامل تھے۔

جماعت NaHukaKuna

12/جولائی 2008ء بروز ہفتہ ساڑھے دس بجے احمدیہ مسجد میں جلسہ ہوا۔ قریبی جماعت Nanyangamara سے بھی احمدی شامل ہوئے۔ تلاوت ونظم کے بعد معملین نے خلافت کے موضوع پر تقاریر کیں اور سوالات کے جوابات دئے۔ کل حاضری 191 تھی جن میں 92 مہمان تھے۔

جماعت Mpopo

13/جولائی 2008ء بروز اتوار گیارہ بجے احمدیہ مسجد کے سامنے درختوں کے سایہ کے نیچے جلسہ کا آغاز ہوا۔ تلاوت ونظم کے بعد معلمین نے خلافت کے موضوع پر تقاریر کیں۔ ساڑھے تین بجے جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ جلسہ کی کل حاضری 90 تھی جن میں 38 مہمان شامل ہیں۔ مہمانوں میں گاؤں کے چیئرمین اور ایگزیکٹو آفیسر شامل ہیں۔

جماعت Kilanjelanja

18/جولائی 2008ء بروز جمعۃ المبارک دو بجے دوپہر جلسہ منعقد ہوا۔ احمدیہ مسجد میں جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت ونظم کے بعد معلم قاسم مگالو، معلم شفیع حمیدو اور معلم حامس کِڈوڈُو نے خلافت کے موضوع پر تقاریر کیں۔ مہمانوں کو لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ کل حاضری 92 تھی جن میں 69 مہمان شامل تھے۔ مہمانوں میں گاؤں کے چیئرمین اور ایگزیکٹو آفیسر شامل ہیں۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ ان جلسوں کے نیک ثمرات ظاہر فرمائے اور یہ سب لوگ اپنے پیدا کرنے والے کے حضور سجدہ ریز ہوجائیں۔

watch MTA live
audio and video broadcast

Weekly sermons in Urdu / English

Questions & Answers and much much more

Now you can buy Ahmadiyya Islamic Books, Audio / Video on line using Master Card or Visa

Visit our official website
www.alislam.org

کمپوزنگ اینڈ ڈیزائننگ: عبدالحفیظ کھوکھر۔ ترسیل: قاضی نجیب الدین احمد